

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

Regd. NO. P/GDP-

Phone No 35



وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ

قَادِيَانِ

ہفت روزہ

جلال

سلسلہ عالیہ حمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی تعلیمی اور تربیتی مرجع



سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع
آیۃ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے عہد مبارک میں ،
دارالحکومت دہلی تعلق آباد میں
نئی تعمیر شدہ مسجد احمدیہ و
دارالتبلیغ کی پر شکوہ عمارت



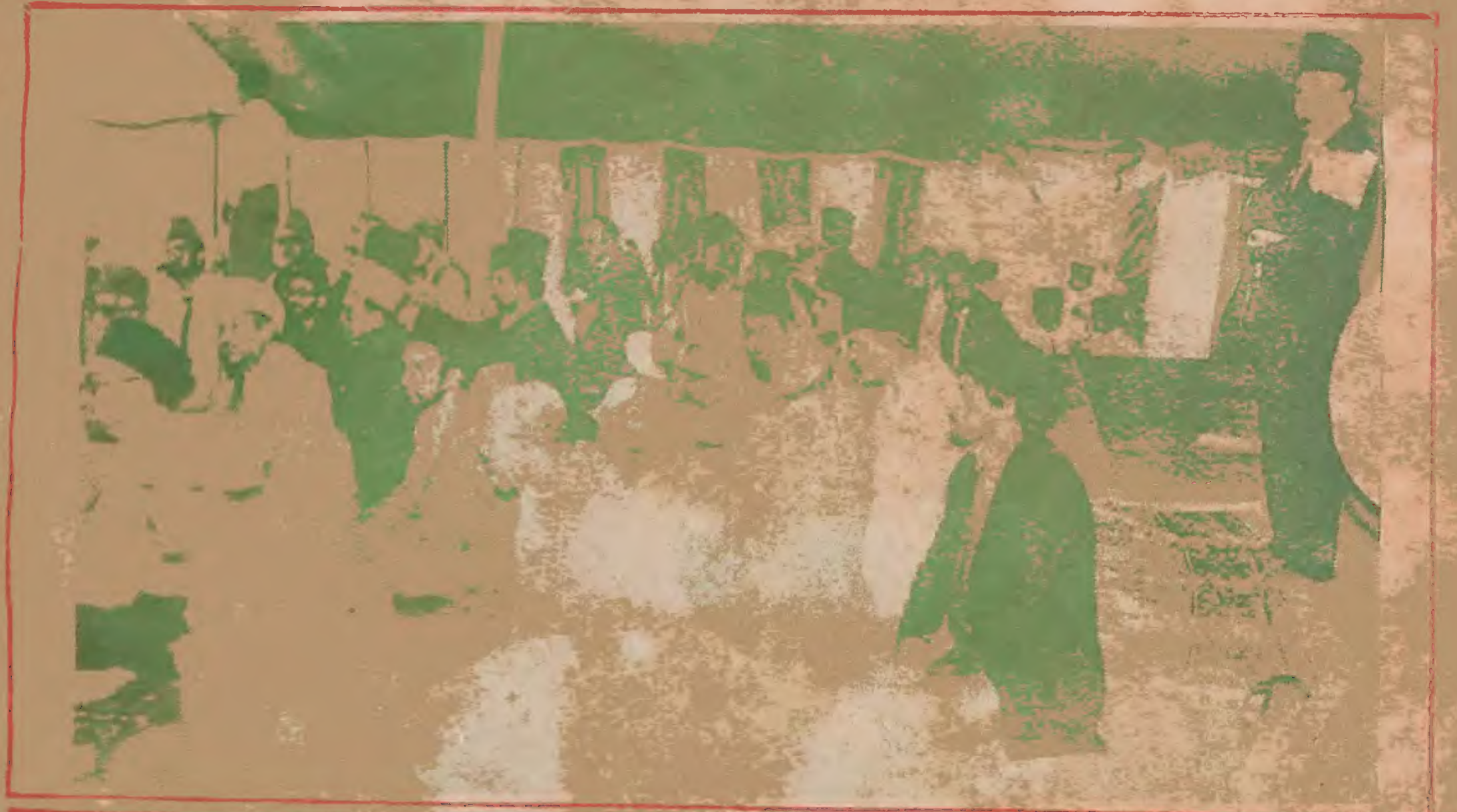
ایڈیٹر:- عبدالحق فضل
نایب:- قرشی محمد فضل اللہ
ادارہ تحریر {

جلسہ لائبر برطانیہ ۹۹ء کے چند مناظر

۱) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ حاضریں جلسہ سے خطاب فرماتے ہوئے۔

۲) شیخ کا ایک منظر۔

۳) سامعین کی ایک تجمک۔



اداریہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قادیان دارالامان میں

احمدیت کی دوسری صدی کا دوسرا جہاز

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح
الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔
اجباب کرام دل و جان سے
پیارے آقا کی صحت و سلامتی،
دراز می عمر، خصوصاً حفاظت
اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ
فائز المرامی کے لئے تواتر
سے دعائیں جاری رکھیں۔

ہفت روزہ بہار قادیان

جلد ۳۹ نمبر ۵۰

بابت: —
۲۶ جمادی الثانی ۱۴۱۱ ہجری
۲۰/۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء
جلد: — ۳۹
شمارہ: — ۵۰

شرح چندہ

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰ روپے
ممالک غیبیہ — ۲۵۰ روپے
بذریعہ بحری ڈاک —
فی پریس — ایک روپیہ ۲۵ پیسے
خاص نمبر — تین روپے

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ آج ہم قادیان کی مقدس سرزمین میں جماعت احمدیہ کا منانے والے جہاز لانے میں
بڑے بڑے استلاء آئے اور بڑی بڑی ردکیں پیدا ہوئیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آغاز کار میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ
السلام کو الہاماً بتا دیا تھا کہ — "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو مستبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے
زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

۱۸۹۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پندرہ روز تک عیسائیوں سے مناظرہ "جنگ مقدس" کے نام سے کیا جس سے پوچھا
کہ پادری عطاء الدین نے اسلام پر ایک حملے کرتے ہوئے "توزین الاقوال" لکھی اور نعرہ لگایا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے علماء عیسائی بن
چکے ہیں۔ پادری عبد اللہ آختم کو اعانہ بھی پہل رہا تھا۔ اس نے حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ لیکن دنیا کو دھوکا دینے کے لئے وہ بالکل خاموش ہو گیا
تھا۔ اُس وقت حدیث نبویؐ کے مطابق ایک گروہ کہہ رہا تھا کہ حق آلِ علیؑ کے ساتھ ہے۔ اور دوسرا گروہ کہہ رہا تھا کہ حق آلِ محمدؐ کے ساتھ ہے۔
یہ ایک ایسا نازک وقت تھا کہ پادریوں اور علماء سوء کی طرف سے احمدیت کی مخالفت نکتہ عروج تک پہنچ چکی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے دس ہزار روپے کے افغانی جیلین کے ساتھ عربی زبان میں نظم اور نثر میں "نور الحق" ان کے سامنے پیش کی۔ اس استلاء عظیم کو مقعر پر اللہ
تعالیٰ نے حدیث نبویؐ کے مطابق ۱۸۹۹ء میں آسمان پر چاند سورج گرہن کا نشان ظہور مہکتا ہی کی تصدیق کے لئے دکھایا۔ جسے حضورؐ نے
بڑی تحسین کے ساتھ پیش کرتے ہوئے فرمایا: —

"مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے۔" (تحفہ گوشتیہ)

آسمان میرے لئے تو نے بنایا ایک گواہ — چاند اور سورج ہوتے میرے لئے تاریک و تار (دشمن)

بزبان حال کاروان احمدیت نے نعرہ لگایا کہ اے صلیب کے پرستار پادریو! کامر صلیب برپا ہو چکا ہے۔ اور اُسے علماء سوء!! تہدی کا
ظہور ہو چکا ہے۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ ہمیں اور آگے جانا ہے۔ احمدیت ہی رہے گی رب کعبہ کی قسم۔

۱۹۱۴ء میں "اکابر" کہلانے والے مشنکین خلافت نے احمدیت
کا امتیازی نشان مٹانے کے لئے خلافت احمدیہ پر خطرناک حملہ کر دیا۔ قریب بہ قریب گھر اور بالشت بالشت سخت مقابلہ ہوا۔ بالآخر
حدیث نبویؐ کے مطابق برپا ہونے والی خلافت علی منہاج نبوت فتح یاب ہوئی اور کاروان احمدیت نے ایک زور دار نعرہ لگایا کہ اے
مشنکین خلافت! تم رک جاؤ اور کھڑے ہو جاؤ!! اور پیچھے ہٹو!! ہم نے بھی اور آگے جانا ہے۔ احمدیت ہی رہے گی رب کعبہ کی قسم۔

ٹھیک بیس سال بعد اس سے بھی بڑی روک پیدا ہو گئی۔ احراریوں کے سربراہ نے گیدڑ جھبکی دی کہ "اے مسیح کی بیٹھڑ! ہمیں
کوئی ملا نہیں۔ یہ مجلس احسار ہے اور اس نے تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے۔" اس کے جواب میں احمدیت کے فتح نصیب جرنیل حضرت
مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی دیکھ رہا ہوں۔" اور اسی پر آشوب دور میں "تحریک جدید" کا آغاز

القائہ الہی کے تحت فرمایا۔ اور کاروان احمدیت نے آگے قدم بڑھاتے ہوئے لکھارا کہ اے فتنہ پرور احراریو! تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ ہمیں اور آگے
جانا ہے۔ احمدیت ہی رہے گی رب کعبہ کی قسم۔ اس کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے واقعی احراریوں کے پاؤں تلے سے قادیان کی مقدس سرزمین نکلی پھر
وہ ہندوستان سے نابود ہوئے اب پاکستان میں بھی ان کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ پھر تے ہی میر خوار کوئی پوچھتا نہیں۔ اور دوسری جانب

"تحریک جدید" کے خوش رنگ اثمار ۱۲۴ ممالک میں لہلہا رہے ہیں۔ پاکستان درگستان درگستان

۱۸۵۴-۱۹۵۳ء میں ۴۲ فرقوں سے تعلق رکھنے والے علماء نے مل کر
احمدیت کے ثمر اور پورے کو نیست و نابود کرنے کے لئے اجتماعی طور پر پاکستان کے عوام میں خطرناک اشتعال پھیلا دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ
عنہ نے فرمایا: "خدا میری مدد کے لئے دوڑا چلا آ رہا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھ میں ہے۔ وہ مجھے اور میری جماعت کو تباہ نہیں کرے گا
بلکہ دشمن ہی ذلیل اور شرمندہ ہوگا۔"

مارشل لاء لگا۔ ہزاروں کی تعداد میں بلوائی ہلاک ہو گئے۔ مولانا مودودی اور مولانا عبدالستار نیازی کو پھانسی کی سزا سنائی گئی جو بعد میں معاف
کر دی گئی۔ ۱۹۵۴ء میں تحقیقاتی عدالت قائم ہوئی جسٹس ایم۔ آر کپانی اور جسٹس منیر کے سامنے یہ علماء ایسے "ذلیل اور شرمندہ" ہوئے کہ متفقہ
طور پر مسلمان کی تعریف تک پیش نہ کر سکے۔ ہر ملّا نے اپنی الگ تعریف پیش کی۔ جو ایک دوسری سے متضاد تھی۔ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ
میں ان علماء کی ذلت اور شرمندگی ہمیشہ کے لئے ریکارڈ ہو چکی ہے۔ اس موقع پر بھی کاروان احمدیت نے لکھارا کہ اے علماء سوء! ہم اپنی
ذلت اور شرمندگی کو لے کر پیچھے ہٹ جاؤ۔ ہمیں اور آگے جانا ہے۔ احمدیت ہی رہے گی رب کعبہ کی قسم۔ جماعت احمدیہ کو تحریک و ترقی
جدید کا انعام ملا جو عالمگیر نغوذ اختیار کر چکی ہے۔

۱۹۷۴ء میں آکٹری ہوئی۔ علماء سوء نے ایک سیاسی لیڈر کا سہارا لیا کہ ان
علماء سوء سے تو احمدیت کے آگے بڑھتے ہوئے قدم رکتے نہیں ہیں۔ آپ ہی کچھ کریں تو کریں۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر مسٹر جھٹو جماعت
احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے دیں تو وہ اپنی ڈاڑھیوں سے اُن کے بوٹ پالش کریں گے۔ مسٹر جھٹو بھی لالچ میں آ گئے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور نعرہ
لگایا کہ "میں نے احمدیوں کا نوے سالہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔" وہ اچھی نعرہ لگا ہی رہے تھے کہ پکڑے گئے۔ حالانکہ اسی جماعت احمدیہ کی تاسیس پر
نوے سال گزرے بھی نہ سکتے۔ جب ۱۹۷۹ء میں نوے سال گزر رہے تھے تو مسٹر جھٹو کا اپنا فیصلہ ہو گیا وہ خود پھانسی کے تختے پر لٹک
رہے تھے۔ کاروان احمدیت نے بزبان حال پانچویں مرتبہ لکھارا کہ اے جھٹو پارٹی کے جفاکارو! تم بھی پیچھے ہٹو!! ہم نے اور قدم
آگے بڑھانا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ہدایت کے سامان پیدا کرے۔ اور تم حقیقت کو سمجھ کر خدا تعالیٰ کی نارا منگی

آل انجمن کافر نس میں احمدی مبلغ کی تقریر

مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۸۹ء کو آل انجمن کافر نس منعقد کی گئی تھی جس میں جماعت احمدیہ کو بھی مدعو کیا گیا۔ محترم حافظہ صالح عمر الدین صاحب اور خاکسار نے شرکت کی۔ کافر نس شروع ہونے سے پہلے موجودہ حالات پر متعدد مذاہب کے سکالر نے خیالات کا اظہار کیا۔ اور جماعت احمدیہ کے موقف کو حاضرین کے سرکردہ نمائندگان نے پسند کیا۔ خاکسار نے جماعت احمدیہ کے نظریات کو پیش کیا جس کا انگلیش خلاصہ عمر صبرہ کاری نامیہ نے پیش کیا۔ چنانچہ مختلف فکر و نظر کے لوگوں نے ہمارا ایڈریس کیا۔ خاکسار کی تقریر قومی یکجہتی اسن و اتحاد پر تھی۔ اور اسی دن دو روزہ (دو دن) پر خاکسار کو دکھایا گیا۔ اور کافر نس کے مختلف مناظر بھی پیش کئے گئے۔ محترم حافظہ صالح عمر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ آندھرا پردیش کو بھی ٹیلیوژن پر پیش کیا گیا۔ سکندر آباد کے سابق میئر شری ادم پرکاش جی نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ملک میں بڑھتی ہوئی بد امنی کے پیش نظر اسکولوں اور کالجوں میں ایسے پروگرام رکھے جائیں گے۔ اور اس تعلق سے تقاریر کے لئے آپ کو تیار رہنا ہوگا یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے پیغام کو پہنچانے کا ذریعہ بنا رہا ہے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہتر رنگ میں خدمت اسلام بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کشور دل کو چھوڑ کر جائیں گے وہ بھلا کہاں
آئیں گے وہ یہاں خرد تو نہیں بس بلاتے جا

(۲۱)

عثمانیہ یونیورسٹی کی فٹ بال ٹیم کا کیپٹن

احمدی نوجوان سیلکٹ

یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ جہاں آندھرا پردیش میں تبلیغی سرگرمیاں تیز ہیں وہاں کیلون میں ہمارے احمدی نوجوان نمایاں کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں جیسا کہ سلیم احمد ساڈھ کے نامور باڈی بلڈر نوجوان ہیں جو حال ہی میں گونا گوب کے مقابلہ جات بمقام ہبلی میں انعام اول حاصل کر چکے ہیں۔ نیز عزیز عظمت اللہ غوری ابن محترم سیٹھ نفرت اللہ صاحب غوری تہلی ذکر ہیں جو محترم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب امیر جماعت احمدیہ پٹنہ کٹھن سابق ایم۔ ایل۔ اے کا فوارہ ہے۔ یہ نوجوان پبلک اسکولوں کی فٹ بال ٹیم ساڈھ زون کی فٹ بال ٹیموں کے کیپٹن کی حیثیت سے سابق میں اجیر ٹورنامنٹ جیت چکے ہیں۔ اور گزشتہ سال چنڈی گڑھ میں بھی انڈیا کی ٹیموں کے مقابل میں کھیل چکے ہیں۔ روزنامہ انڈین ایکسپریس مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۸۹ء نے اطلاع دی ہے کہ یہ نوجوان عثمانیہ یونیورسٹی کی فٹ بال ٹیم کا کیپٹن سیلکٹ کیا گیا ہے۔ نیز کثیر الاشاعت مسلم روزنامہ سیاست نیز ٹائم اور متعدد اخبارات میں عزیز عظمت اللہ غوری کے فوٹو کے ساتھ ان کے کیپٹن بننے کی خبریں شائع ہوئیں۔ کیونکہ ان دنوں ٹورنامنٹ بھی ہو رہے ہیں لہذا بعض اخبارات میں اس سُرخی سے خبر شائع ہوئی کہ غوری دوسری ٹیموں سے LEAD کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو نمایاں طور پر صحت و سلامتی کی عمر عطا فرمائے۔ عزیز نے مبلغ پچاس روپے "اعانت جیڈا" میں ادا کرتے ہوئے دُعا کی درخواست کی ہے۔ سچ ہے۔

ہر کھیل میں ہر دور میں آگے رہے تیرا جواں

اُسے قادیان دارالاماں اُونچا رہے تیرا نشان

خاکسار:- حمید الدین شمس

انچارج احمدیہ مشن

آندھرا پردیش

سے پنج جاؤ

جنتیں سب کے بھی ہم کو خوشی محسوس ہوتی ہے

نہار کا دشمنی بھی دوستی محسوس ہوتی ہے

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ چمکتا ہوا نشان دیا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت کو صد سالہ جوبلی منانے کا پروگرام دیا۔ یہ ہیں پانچ بڑی بڑی روکیں جو احمدیت کی راہ میں حائل ہوئیں اور یہ تھے چمکدار نشانات جو ان کے ساتھ وابستہ تھے۔

وہ چمک دکھلائے گا اپنے نشان کی پنج بار

یہ حُثُّ کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن (دشمن)

● اس کے دس سال بعد ۱۹۸۴ء میں آمر پاکستان ضیاء الحق نے بدنام زمانہ آرڈیننس لٹا کا نفاذ کر کے جماعت احمدیہ کے انسانی حقوق چھین لئے۔ یہ ایک بہت بڑا ابتلاء تھا۔

نسبتہ نا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت کے بعد بروز جمعہ ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو ایک سال کی مسنون عیداد کے ساتھ مباہلہ کا چیلنج دے کر اس معاملہ کو فیصلہ کن منزل تک پہنچا دیا۔ اس کا پہلا نتیجہ تو یہ نکلا کہ ایک ماہ گزرنے پر اسلم قریشی کی بازیابی کے نتیجہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے رُستے زمین پر پائے جانے والے اور ان کے ہمنوا علمہ جھوٹے ثابت ہو کر آیت مباہلہ لعنة اللہ علی الکاذبین کے مصداق ثابت ہو گئے۔ کیونکہ یہ لوگ بڑی تضحی کے ساتھ اس کے قتل کا اتہام محض اور پر لگا رہے تھے۔

دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ چیلنج مباہلہ پر دو ماہ ایک ہفتہ گزرنے پر ضیاء الحق لاؤشکامیت ہوئی حادثہ میں اس طور سے ہلاک ہوا کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ ملا۔ اور ایک جھوٹا بائوت تیار کر کے اسے مسجد فیصل اسلام آباد میں دفنایا گیا۔ جب تک یہ جھوٹی قبر قائم رہے گی اور اس پر کھوٹی برسی منائی جاتی رہے گی، قرآن کریم کی آیت مباہلہ لعنة اللہ علی الکاذبین کی صداقت کا ثبوت جہیّا کرتی رہے گی۔

اس موقع پر بھی بزبان حال کاروان احمدیت نے پکارا کہ اُسے آیت مباہلہ کی آغوش میں آنے والے علماء سوء! اور اُسے ضیاء الحق کے چیلے چانوٹ! اتم بھی پیچھے ہٹ جاؤ کہ ہیں اور بھی منزل کی طرف آگے قدم بڑھانا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ عطا فرمائے اور آپ ہدایت پا کر اس آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچ جائیں جس کے کنارے پر آپ اس وقت کھڑے ہیں، یہ ہے ہماری تمنا!۔

ہمارا عشق جاپہنچا ہے اس منزل پہ اُسے پیارو!

کہ تاریکی جہاں پر روشنی محسوس ہوتی ہے

گزشتہ سال جماعت احمدیہ نے صد سالہ شہین لشکر منایا جس میں اللہ تعالیٰ نے جماعت پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی غیر معمولی موسلا دھار بارشیں نازل فرمائیں۔ یہ ہے وہ پس نظر جس کے آئینہ میں ہم احوال بڑی مسرت اور انبساط سے عجلہ سالانہ منارہے ہیں۔ اور جذبات تشکر سے ہماری رُو میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں سجدہ ریز ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی سچ فرمایا ہے کہ:-

”یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے

خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی

نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا

دے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے

گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔

کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام

ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و

نشان باقی نہ رہتا“ (روانی خزائن جلد ۱ انجام آیت ۶۷)

یہ اگر انسان کا ہوتا کاروبار اُسے ناقصاں

ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار

(دُشمنین)

عبدالحق فضل

سُورَانِ مَجِید

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِبَنِي إِسْرَآئِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيكُم مِّنْ رَبِّكُمْ إِسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ (سُورَةُ الصَّف)

ترجمہ :- اور عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا رسول ہوں اس کی تصدیق کرتا ہوں جو میرے سامنے تواریک ہے اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہے۔ سو جب وہ ان کے پاس پہنچے دلیلیں لے کر آیا تو انہوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔

احادیث نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

عَنْ مَدَائِيْقَةٍ سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْمَهْدِيَّ اسْمُهُ أَحْمَدُ وَعَبْدُ اللَّهِ وَالْمَهْدِيَّ (بخار الاوار جلد ۱۳ ص ۱۷۱)

ترجمہ :- حضرت مَدَائِيْقَةُ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مہدی کے نام کے بارے میں سنا فرمایا اس کا نام احمد اور عبد اللہ اور مہدی ہے۔ عَصِيَابَةُ تَخْشَوْنَ اللَّهَ وَهُمْ يَكُونُ مَعَ الْمَهْدِيِّ اسْمُهُ أَحْمَدُ (الحکم الثاقب جلد ۲ ص ۱۷۱)

ترجمہ :- ایک جماعت ہندوستان میں مہدی کے ساتھ مل کر جہاد کرے گی جس کا نام احمد ہوگا۔

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”اللَّهُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ كَزَّرَعَ أَخْرَجَ شَطَاكَ إِلَى قَوْمٍ آخِرِينَ مِنْهُمْ وَإِسْمُهُمُ الْمَسِيحُ بَلْ ذَكَرَ اسْمُهُ أَحْمَدُ بِالْقُرْآنِ“ (عجائز بائبات ص ۲۲۳)
ترجمہ :- یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے قول کَزَّرَعَ أَخْرَجَ شَطَاكَ میں اشارہ کیا ہے۔ وہ مظهر تجلی ہم احمد ہے جو ہم مجاہد تجلی تھا۔ یعنی بعثت اول جہانی شان ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ مگر بعثت دوم میں جس کو عرف

آیت کریمہ ”وَإِسْمُهُمُ الْمَسِيحُ“ میں اشارہ کیا ہے۔ وہ مظهر تجلی ہم احمد ہے جو ہم مجاہد تجلی تھا۔ اس نام کا مصداق ہے اس مجاہد احمد کے پیر میں ہو کر اپنی جہانی تعجیب فرماتے گا۔۔۔۔۔ لہذا جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان لانا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعثت ہیں۔ (نمبر ۱) بعثت مجری جو طمان رنگ میں ہے جو ستارہ برزخ کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ تورات قرآن شریف میں یہ آیت ہے ”مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَلَّكَ اللَّهُ عَلَى الْقُلُوبِ خُلُوعًا بَلَّغْنَا لَكُمُ الْكَلَامَ“ (نمبر ۲) دوسرا بعثت ہماری جو جہانی رنگ میں ہے۔ جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے۔ جس کی نسبت بحوالہ قرآن شریف میں یہ آیت ہے ”وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيكُم مِّنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ“ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باعتبار اپنی ذات اور اپنے نام پر سید خفہ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ظاہر اور کئی کئی مائثلت ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے بلا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کے رنگ پر مبعوث فرمایا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ سے ایک مخفی اور بارہ ایک مائثلت تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ایک بروز کے آئینہ میں (جو مسیح موعود ہے۔ ناقل) اس پوشیدہ مائثلت کا کئی طور پر رنگ دکھلادیا۔ (تحفہ گولڑیہ ایڈیشن اول ص ۹۶)

افاضات حضرت مسیح موعود رضی اللہ عنہ

حضرت غلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر سرفراز ہونے کے بعد سب سے پہلے جو کتاب ”قول فیصل“ کے نام سے لکھی اس میں آپ نے ص ۲۵ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو کتابوں ازالہ اوہام اور عجائز المسیح سے دو عبارتیں نقل کر کے تحریر فرمایا ہے کہ :-
”ان حوالوں سے آپ کو یہ تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس پیشگوئی کا مصداق حضرت نے اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ آپ نے اس آیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں چسپاں کیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر پیشگوئیاں آپ کی است کی ترقی کی نسبت ہیں ان کے پہلے مظهر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اگر آپ احمد نہ ہوتے تو مسیح موعود کیونکر احمد ہو سکتا تھا۔ مسیح موعود کو تو جو کچھ ملا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا ہے۔ اگر ایک صفت کی نفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی جائے تو ساتھ ہی اس کی نفی حضرت مسیح موعود سے ہو جائے گی۔ کیونکہ جو چیز چشمہ میں نہیں، وہ گلاس میں کیسے آسکتی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احمد تھے اور اس پیشگوئی کے اول مظهر وہ تھے۔“

منظوری انتخاب جماعت احمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل خبریداران کی منظوری درج تفصیل کے ساتھ دی جاتی ہے
اللہ تعالیٰ سب کو بہتر نتائج میں مقبول خدمات کی توفیق دے آمین
ناظر اعلیٰ قادیان

جماعت احمدیہ بھارت

صدر - مکرم واسطی نذیر احمد صاحب خاں
نائب صدر - محمد مقبول صاحب خاں
سیکرٹری مال - ماسٹر عبدالغنی
تبلیغ - عبدالعزیز
امور عامہ - غلام محمد
تعلیم و تربیت - مبارک احمد
جائیداد - عبدالعزیز
امین - محمد عبداللہ
رشتہ نامہ - عبدالرحمن
ترک جہاد - عبدالغنی
آڈیٹر - منظور احمد
(مشروط ۱۹/۱۰ تک)

جماعت احمدیہ برائے لڑکے

صدر - مکرم ارشاد احمد خاں صاحب
سیکرٹری مال - شمس اللہ خاں

جماعت احمدیہ نوجوان

صدر - مکرم یار محمد خاں صاحب
نائب صدر - ماسٹر طاہر احمد
سیکرٹری مال - تعمیر احمد خاں
آڈیٹر - بشیر احمد خاں
سیکرٹری تبلیغ و تعلیم و تربیت - مکرم نسیم احمد خاں صاحب
وقف جدید - ترک جہاد - منظور احمد خاں
امام الصلوٰۃ - قاضی - مکرم عبدالرحمن خاں
(مشروط ۶/۱۰ تک)

جماعت احمدیہ چنگڑہ

صدر - مکرم جود احمد صاحب خاں
سیکرٹری مال - ماسٹر لوی
تبلیغ - جود احمد
تعلیم و تربیت - محمد صادق صاحب
جائیداد - سید ایچ ایم احمد صاحب
ولد ابو بکر صاحب

جماعت احمدیہ بھاکھنور

صدر - مکرم داتر محمد لوس صاحب

شرعی وی بی سنگھ سابق وزیر اعظم شری

از مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ کابلک

بھارت کے سابق وزیر اعظم شری وی بی سنگھ کی کالی کٹ میں مورخہ ۱۲ کو تشریف آوری کے موقع پر اپنے سے لے خمدہ پر گرام کے مطابق جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے عقارات کی اور اسلامی سرپرچر پیش کیا۔

شرعی وی بی سنگھ صاحب رات کے ۱۱ بجے کالی کٹ میں منعقدہ جلسہ عام کو مخاطب کرنے کے لئے تشریف لے آئے۔ اس موقع پر کئی لاکھ لوگ جمع تھے۔ ان کی تقریر پر ۱۲ بجے رات ختم ہوئی۔ اس کے بعد ان کی قیام گاہ گیسٹ ہاؤس میں جماعت احمدیہ کالی کٹ کا نیک وفد جو خاکار محمد عمر مکرم کنہا دو صاحب امیر مقامی مکرم محمد سلیم صاحب قائد مجلس مذاہم مکرم ایم عبدالغنی صاحب مکرم یو بشیر احمد صاحب اور مکرم محمد عثمان صاحب پر مشتمل تھا۔ ان سے ملاقی ہوا۔ سب سے پہلے خاکار نے ان سے مصافحہ کرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا اور مندرجہ ذیل کتب کا تحفہ پیش کیا۔

(1) TEACHING OF ISLAM
(2) ISLAM AND HUMAN RIGHTS
(3) SELECTED VERSES OF HOLY QURAN
نیز مورخہ ۱۹ کو حضور اقدس نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس کی کیسٹ شری سنگھ جی کو پیش کرتے ہوئے خاکار نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے عالمی امام حضرت مرزا طاہر احمد نے حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مبسوط خطاب فرمایا تھا۔

اس میں مسئلہ کشمیر اور ہندو مت کے بارے میں آپ کے موقف کی تائید اور اس بارے میں آپ کی بہادری کی سراہنا کی تھی۔ یہ خطاب دنیا کے کروڑوں افراد تک پہنچا یا گیا تھا۔

اس وقت وی بی سنگھ صاحب نے کھڑے ہو کر بہت ہی خوشی اور احترام کے جذبہ کے ساتھ یہ تحفہ قبول کرتے ہوئے بہت ہی خوشی کا اظہار کیا اور کئی دفعہ شکریہ کے الفاظ دہرائے۔ اس گفتگو کے موقع پر شری خاکار جی کے پرستے راج موہانی خاندہ جی جنادل کے آل انڈیا صدر بومساریہ سابق سرگزی وزیر اعلیٰ شری دھرن اور دیر ہندو کمار ۵۶-۷۶-۷۷ سینجنگ ڈائریکٹر ماترو بھونی وغیرہ موجود تھے۔ سبوں کے ساتھ اراکین وفد نے مصافحہ کیا اور تعارف کرایا۔

دعا ہے کہ حالات حاضرہ کے بارے میں اور موجودہ مسائل کے متعلق حضور اقدس نے قرآنی تعلیمات کی بنیاد پر جو حل پیش فرمائے ہیں ان کو قبول کرنے کی توفیق اور آپ حل و عقد کو حاصل ہو۔

تشریف شادی

مکرم جود احمد صاحب کارکن فضل عمر پرشک پریں ولد مکرم جود احمد صاحب بدھ قادیان کی تقریب شادی کے موقع پر مورخہ ۱۲ کو مسجد مبارک میں مکرم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت نے اجتماع دعا کروائی گئی روز بارات پہلی کیلئے روانہ ہوئی۔ مورخہ ۱۹ کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی قبل ازیں موصوف نے نکاح عہدہ شہساز بیگم بنت مکرم دادا بھائی جرجی صاحب پہلی کے ساتھ ہر چکا تھا۔ مورخہ ۱۲ کو مکرم جود احمد صاحب نے بیٹے کا شادی کی خوشی میں تقریباً ۱۵۰۰ مرد و زنانہ کو دعوت دی۔ مکرم دادا بھائی جرجی صاحب نے ۱۵۰۰ روپے خرچ کر کے شادی میں ادا کر کے ہونے رشتہ کے جائزین کیلئے خیر برکت اور شکر ثمرات حصہ ہونے کیلئے درخواست دعا کی ہے۔

بشر الہی کارکن فضل عمر پریس قادیان

سیکرٹری مال - وقف جدید - ترک جہاد
مکرم شمس عالم صاحب
سیکرٹری تبلیغ - تعلیم و تربیت
مکرم مسعود احمد صاحب
سیکرٹری امور عامہ - مکرم غور شید عالم صاحب

جماعت احمدیہ جمگاؤں

مند - مکرم شبیر احمد صاحب الہی بی

جماعت احمدیہ بھوسان

صدر - مکرم عبدالرحمن خاں صاحب
ولد محمد سلطان
نائب صدر - مکرم شریف احمد صاحب ولد

مکرم محمد عارف
سیکرٹری مال - مکرم نذیر احمد
مکرم محمد عبداللہ
سیکرٹری تبلیغ - مکرم غلام نبی
مکرم محمد ابراہیم

سیکرٹری تعلیم و تربیت - مکرم شریف احمد صاحب
ولد محمد عارف صاحب
سیکرٹری امور عامہ - مکرم محمد الہی صاحب
ولد عبدالرحمن صاحب
سیکرٹری ضیافت - مکرم محمد الیوب صاحب
ولد محمد اکرم صاحب
امام مؤذن - مکرم محمد الیوب صاحب ولد
عبدالرحمن صاحب

جماعت احمدیہ مہرن پور

صدر - مکرم ایس ایم مسیح صاحب
سیکرٹری تبلیغ - قاضی عبدالرشید
مال - طاہر الدین ملک

جماعت احمدیہ گلبرگ

صدر - مکرم قریشی عبدالرحمن صاحب
بشیر سیکرٹری - عبدالحکیم
سیکرٹری تبلیغ - استاد عبدالغنی
مال - غلام رانم الدین

باقی آئندہ

خطبہ جمعۃ المبارک

اے تلووار اٹھانے والے دشمن جس طرح کل مہر خدا خدا والوں کی تہری کو اسے نجات بخشی تھی اور اپنی حفاظت رکھا،

آج بھی وہی زندہ خدا ہے۔ اُس کی جبروت کی قسم کھا کر ہم کہتے ہیں کہ وہ خدا آج ہیں تمہارے ظلم و ستم سے بچائے گا!

صیبا کے گیارہ سال اس طرح گئے کہ ہر لمحہ اُس کی چھاتی پر سانپ لوٹتے رہے مگر احمدیت کی ترقی کو وہ دنیا میں روک نہیں سکا اور آخر

انتہائی ذلت کے ساتھ نامراد اور ناکام اس دنیا سے رخصت ہوا پس تلووار کے بدلنے سے تمہارے ایمان کیسے بدل سکتے ہیں!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۷۹ء۔ بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب، مبلغ سلسلہ دفتر S. M. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ "جسٹس" اپنی ذمہ داری پر ہمدردیہ قارئین کو رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

میں روشنی ڈال چکا ہوں۔

عراق کے ساتھ وابستہ جھگڑے کا تعلق

درحقیقت کویت پر عراق کے قبضے سے ہے۔ یہ تو سب دوستوں کو معلوم ہے۔ اور اس وقت تمام دنیا کی طاقتوں کو عراق کے خلاف جو اکٹھا کیا جا رہا ہے اس کے محرکات کیا ہیں۔ ان میں سے ایک دو میں نے بیان کئے لیکن بہت گہرے محرکات ہیں۔ اگر توفیق ملی تو آئندہ بھی ان پر تفصیل سے روشنی ڈالوں گا۔ اور یہ بتاؤں گا کہ ان سازشوں کی باگ ڈور درحقیقت کن ہاتھوں میں ہے لیکن خلاصہ اس جھگڑے کا یہی ہے کہ ایک مسلمان ملک نے ایک ایسے خطہ زمین پر قبضہ کر لیا جو اس مسلمان ملک کے نزدیک کبھی اس کا تھا۔ اور انگریزوں نے اس خطے کو کاٹ کر وہاں ایک انگلی حکومت قائم کر دی تھی۔ یہ عراق کا کیس ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر آج ہم کسی خطے پر کسی تاریخی دعویٰ کے نتیجے میں کسی ملک کو قبضہ کرنے دیں تو اس سے عالمی امن کو شدید خطرہ لاحق ہوگا۔ اور ہم کسی قیمت پر بھی اس قسم کی ظالمانہ حرکت کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دے سکتے۔ چنانچہ مغربی راہنماؤں کی طرف سے بار بار اس خیالی کو بھی رد کیا جا رہا ہے کہ تیل میں ہمیں دلچسپی ہے۔ کہتے ہیں تیل میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ دلچسپی ہے تو اس عالم میں دلچسپی ہے۔ ایک خطے کو جو زمین کا ایک ٹکڑا ہے اس کو کوئی ملک اپنے قبضے میں اس لئے کرے کہ تاریخی لحاظ سے کچھ اور تھا یہ بالکل ایک لغو بات ہے۔ اور ہم ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ آئیے اب ہم اس دور کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈال کر دیکھیں کہ کیا ہوتا رہا ہے۔ اور یہ جو دلیل پیش کی جا رہی ہے اس کی ماہریت کیا ہے۔ جہاں تک عالم اسلام سے تعلق رکھنے والی بعض سرزمینوں کا تعلق ہے ان میں سب سے پہلے

فلسطین کی سرزمین

ہے جس کے ایک بڑے حصے پر اس وقت اسرائیل کی حکومت قائم ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی وہ حکومت کر سکتی ہوئی اردن دریا کے مغربی ساحل تک پہنچ چکی ہے۔ یہ حقیقت میں ایک تاریخی قضیہ تھا۔ ہزاروں سال پہلے یہود کا اس سرزمین پر قبضہ تھا۔ اور یہاں انہوں نے معبد تعمیر کئے اور اس زمین کو یہود کے نزدیک غیر معمولی اہمیت تھی۔ مغربی طاقتوں نے اس قدیم تاریخ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس زمانے کا جغرافیہ تبدیل کیا۔ اور اس قدر غیر معمولی ہٹ دھرمی اور جسارت کی کہ سارا عالم اسلام شور مچا رہا گیا اور عالم اسلام کے سوا دنیا کی بہت سی دوسری طاقتیں بھی عالم اسلام کی ہمنوائی میں اٹھ کھڑی ہوئیں کہ تم تین چار ہزار سال پرانی تاریخ کو ٹوٹتے ہوئے رکھ کے انبار میں سے ایک چنگاری نکال رہے ہو۔ اور اسے ہوادے کر آگ بنانے لگے ہو تمہارا کیا حق ہے کہ آج اس پرانے دعوے کو تسلیم کرتے ہوئے اس حال کی دنیا کے نقشوں کو تبدیل کرو۔ مگر وہی بڑی کمینہ جو عساق کو تباہ کرنے پر آج تللی بیٹھی ہیں وہ متحد ہو گئیں اس پات پر کہ ہمیں

تشہد و تلوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا :-

عالم اسلام پر جو حالات آجکل گزر رہے ہیں وہ ہر احمدی کے لئے بہت ہی زیادہ باعثِ فکر ہیں اور پریشانیاں کم ہونے کی بجائے سرسبزیت بڑھ رہی ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی اجابِ جماعت کو بار بار دُعا کی طرف توجہ کرنے کی نصیحت کی تھی، اسب پھر میں اس خطبے کے ذریعے جماعت کو دُعا کی یاد دہانی کرانا ہوں۔ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اور گہرے غور اور درد کے ساتھ ہر احمدی کو باتِ سادہ اس امر کے لئے دُعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عالم اسلام کے خطرات کو ٹال دے۔ اور اگرچہ بہت ہی گہرے اور سیاہ بادل ہر طرف سے گھر کر آئے ہیں۔ لیکن خدا کی اقتدیر جب چاہے ان کے رخ پھیر سکتی ہے اور

اس وقت دنیا کا کوئی ایسا حصہ نہیں ہے

جہاں یا براہِ راست مسلمانوں کو خطرہ درپیش نہ ہو، یا بالواسطہ خطرہ درپیش نہ ہو۔ اور ان تمام خطرات کے مقابلے کے لئے فی الحقیقت دنیا میں کہیں بھی مسلمان تیار نہیں۔ اور جو اسلامی اور عقل و دانش کا ردِ عمل ہونا چاہیے وہ ردِ عمل کہیں دکھائی نہیں دے رہا۔ اس لئے ہمارا کام ہے کہ نصیحت، ہمہ کریا، سمجھانے کی بھی کوشش کریں خواہ کوئی ہماری آواز سننے یا نہ سننے، ہمارا فرض ہے کہ اس وقت جو بھی نصیحت دیتی ہے وہ ضرور ادا کریں۔ لیکن محض نصیحت پر بناو نہیں کرنی کیونکہ نصیحت اُن کا فائدہ پہنچنے سے جو سننے کے لئے آمادہ نہ ہوں، حالات اُن کے لئے کو دکھائے جائیں جو دیکھنے کے لئے تیار نہ ہوں اور بات اُن دلوں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے جن کے اُپر ضد کی تہری لگی ہوں تو جو بھی انسان کرنا چاہے اس کا نیک نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اس لئے

دُعائیں بہت ضروری ہیں

نصیحت میں تاثر پہنچا کر نے کے لئے بھی دُعاؤں کی ضرورت ہے اور جہاں تک غیر مُنیب کا تعلق ہے ان کے رُخ موڑنے کے لئے بھی دُعاؤں کی ضرورت ہے۔ آپ کی دُعاؤں کے ہی دُرخ ہونے چاہئیں۔ ایک یہ کہ اللہ اہل اسلام میں ہوشمند لیڈر شپ پیرا فرمائے اور اہل اسلام کی قیادت جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے اُن کو عقل دے۔ ان کو تقویٰ کا نور عطا کرے اور حالات کو سمجھنے کی توفیق بخشے۔ اور دوسری طرف جو ظالم باہر کی دنیا پر اسلام پر حملہ آور ہونے والے ہیں یا ہو رہے ہیں یا اندرونی طور پر مسلمانوں کے اندر سے ان سے دشمنی کرنے والے اسلام کے مجلس میں ان سے دشمنی کر رہے ہیں۔ ان سب کے رُخ پھیر دے اور ان کی تمام کوششوں کو نامراد اور ناکام فرما دے۔ سرسری طور پر جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے وہ ہم آپ کے سامنے مختصراً رکھتا ہوں۔ سرسری طور پر تو نہیں مگر مختصراً رکھتا ہوں۔ کیونکہ اہمیت پہلے ان مضمون پر بحث کرنا ہے

تاریخ کے نتیجے میں جغرافیہ تبدیل کے جائز ہے۔ اور جغرافیہ تو تبدیل ہونے رہنے والی چیزیں ہیں۔ پھر آپ کشمیر کو دیکھ لیجئے۔ پھر آپ بنگالہ کو دیکھ لیجئے۔ پھر آپ حیدرآباد دکن کو دیکھ لیجئے۔ غرضیکہ بہت سے ایسے ممالک ہیں جو آج بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ اس دور میں جس میں ہم گزر رہے ہیں تاریخ کے حوالے سے یا بغیر کسی حوالے سے جغرافیہ تبدیل کیے گئے۔ اور تمام دنیا کی سیاست کو کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوا۔ اور سیاسی تقسیمیں دنیا میں جتنی بھی تھیں انہوں نے ان تبدیلیوں سے نتیجے میں کوئی داویلا نہیں کیا۔ اور کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ سب دنیا مل کر اس تبدیل ہوتے جغرافیہ کو پھر پہلی شکل پر بحال کر دے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہم جب افریقہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو اور بھی زیادہ حیرت انگیز اور بھیاںک شکل دکھائی دیتی ہے۔ ایک رسالہ THE PLAIN TRUTH یہاں سے شائع ہوتا ہے، اس کے ایک صفحے میں سے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ کو علم ہو کہ دنیا کی جغرافیہ تبدیل کرنے کا حق کن کو ہے اور کن کو نہیں ہے۔ یہ لکھتا ہے:-

IN NOVEMBER 1884, REPRESENTATIVES OF 13 EUROPEAN NATIONS AND THE UNITED STATES MET IN BERLIN. HAVING PORTIONED OUT AFRICA AMONG THEMSELVES, THEY AGREED TO RESPECT EACH OTHER'S "SPHERES OF INFLUENCE". SOON ONLY ETHIOPIA AND LIBERIA REMAINED INDEPENDENT NATIONS. (THE PLAIN TRUTH, OCTOBER 1990)

(BUT NO MORE)

..... IN ACTUALITY THE DIVISION OF AFRICA WAS DONE WITH MAINLY EUROPEAN INTERESTS IN MIND..... IN MOST BLACK AFRICAN STATES SOUTH OF THE SAHARA THE STANDARD OF LIVING IS FALLING, THE PEOPLE HUNGRY, BEWILDERED AND DISILLUIONED. A PART OF THE BLAME MUST BE PLACED ON THE WAY THE CONTINENT WAS, AND IS, DEVIDED. ONLY A DIVINE POWER COULD REVERSE THIS TRAGEDY PEACEABLY.

(THE PLAIN TRUTH, OCT. 1990)

لکھتا ہے کہ نومبر ۱۸۸۴ء میں ۱۳ یورپین ریاستوں کے نمائندے اور یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کے نمائندے برلن میں اکٹھے ہوئے۔ غرض کیا تھی؟ افریقہ کی بندر بانٹ۔ چنانچہ تمام افریقہ کے بڑے بڑے گورنروں نے وہاں ایسے ٹکڑوں میں تقسیم کیا کہ کچھ ٹکڑے کسی کے حصہ آئے اور کچھ ٹکڑے کسی اور کے حصہ آئے۔ غرضیکہ تمام یورپین ممالک نے اپنے اپنے حصہ اتر کے ٹکڑے چن لئے اور معاہدہ یہ ہوا کہ ہم ایک دوسرے کے حصہ اتر کے ٹکڑوں میں دخل نہیں دینگے۔۔۔۔۔ فی الحقیقت یہ تقسیم تمام تر یورپین ریاستوں کے مفاد میں کی گئی تھی۔ اس کی تفصیل اس مضمون میں بھی بیان ہوئی تھی اور تاریخ میں ویسے ہی یہ مضمون پوری جہان میں کے ساتھ میں تالیف ہوا ہوا تھا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان تقسیمات میں ہرگز کسی افریقین قوم یا کسی افریقین ملک کے مفاد کو ملحوظ نہیں رکھا گیا اور قوموں کو نہ قومیت کی بناء پر تقسیم کیا گیا، نہ لسانیاتی، لکھتی کی بناء پر تقسیم کیا گیا، نہ دیگر مفادات کو دیکھا گیا، نہ اقتصادی مفادات کو دیکھا گیا، نہ یہ دیکھا گیا کہ کہاں کتنی رتی دو تین لکھتی موجود ہیں اور کہاں نہیں۔ اور نہ یہ دیکھا گیا کہ ریاستیں بہت بھولی ہو جائیں گی۔ اور اقتصادی لحاظ سے آزادی کے ساتھ چلنے کی اجازت رہے گی یا نہیں۔ نہ یہ دیکھا گیا کہ ریاستیں اتنی بڑی ہو جائیں گی کہ ان کے نتیجے میں دیگر ریاستوں کے حقوق خطرے میں پڑ جائیں گے۔ اور ان کے مفادات کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ یہ وہ مسئلہ ہے جو ہمیں تاریخ میں بھی ملتا ہے اور اس مضمون میں بڑی عمدگی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں جو غیر معمولی تکالیف افریقہ کے باشندوں کو اٹھانی پڑیں اور اس بھی اٹھائے چلے جا رہے ہیں۔ اس کی تفصیل بھی آپ کو تاریخ میں ملتی ہے۔ اور اس مضمون میں بھی مختصراً ذکر ہے۔

خلاصہ کلام یہی ہے کہ سارے افریقہ کے بڑے بڑے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں یا یعنی بڑے ٹکڑوں میں اس نیت سے بانٹ دیا گیا کہ اس خطہ زمین کے تمام تر مفادات اہل مغرب کو حاصل ہوں۔

اور حاصل ہونے رہی۔ اب آزادی کے بعد افریقہ کو جو اکثر مسائل درپیش ہیں وہ اسی غلط تقسیم نتیجے میں ہیں۔ کیونکہ قومی یکجہتی کا تصور ابھرنے کے ساتھ لسانی اشتراک کے خیالات بھی ابھرتے ہیں اور جغرافیہ کی حدود انسان اور پاتا ہے۔ اور قومی یکجہتی اور لسانی اشتراک کی حدود اور طرح دیکھتا ہے۔ پھر تاریخی طور پر افریقہ کی قوموں کی ایک دوسرے سے دشمنیاں ہیں۔ مثلاً لائبریا میں بعض قوموں کی بعض دوسری قوموں سے دشمنیاں ہیں لیکن یہ صرف ملک کے اندر نہیں بلکہ بڑے بڑے علاقوں میں یہ دشمنیاں پھیلی پڑی ہیں۔ اور ان میں سے بعض دشمنی والی قوموں کو اس طرح کاٹ دینا کہ وہ نسبتاً کمزور دوسری قوموں پر حاوی ہو جائیں، غرضیکہ بہت سی ایسی شکلیں ابھرتی ہیں جن کے نتیجے میں سارا افریقہ اس وقت بے اطمینانی، عدم اعتماد اور منافقوں کی لپیٹ میں ہے۔ ان تمام نا انصافیوں کو دور کرنے کی طرف، نہ کبھی کسی نے توجہ کی، نہ اس کی ضرورت سمجھتی ہیں۔ بلکہ اب تو معاملہ اس حد تک آگے بڑھ چکا ہے کہ یہ اچھا ہے کہ اگر ان نا انصافیوں کو کالعدم کر کے افریقہ کی نئی تقسیم کی جائے تو جو موجودہ خطرات ہیں ان سے بہت زیادہ خطرات افریقہ کے امن کو درپیش ہوں گے۔

پس یہ ہے خلاصہ تاریخ اور جغرافیہ کے تعلقات کا۔ اب جب ہم کویت عراق کے قبضے کی طرف واپس آتے ہیں تو اس ساری صورت حال کا یہ تجزیہ میرے سامنے آیا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ملک مسلمان ملک کی سر زمین پر قبضہ کرے اور جغرافیہ تبدیل کر دے تو دنیا کے امن کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ اگر کوئی مغربی طاقت یا سب طاقتیں مل کر ایک وسیع بڑے اعظم کے جغرافیہ کو بھی تبدیل کر دیں اور تہیں نہیں کر دیں اور ایسی ظالمانہ تقسیم کریں کہ کشمیر کے لئے وہ ایک آتش فشاں مادے کی طرح پھٹنے کے لئے تیار ہوں تو اس سے امن عالم کو کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوگا۔ لیکن اگر ایک مسلمان ملک کسی مسلمان ملک کی زمین پر قبضہ کرے تو اس سے سارے عالم کے امن کو خطرہ ہوگا اور اس عالمی خطرے کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔

یہ آخری منظر ہے جو اس ساری تجزیہ سے ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہے

اس کے باوجود کہ یہ ساری باتیں معروف اور معلوم ہیں، یہ کوئی ایسی تاریخ نہیں ہے جس کو میں نے کھوج کر کہیں سے نکال کر پڑھا ہے اور جس سے مسلمان دانشور واقف نہیں یا مسلمان ریاستوں نے سربراہ واقف نہیں، سب کچھ ان کی نظر کے سامنے ہے۔ اور دیکھتے ہوئے نہیں دیکھ رہے کہ اس وقت جو کچھ مشرق وسطیٰ میں ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے اس کا تمام تر نقصان اسلام کو اور اہل اسلام کو پہنچے گا۔ اور تمام تر فائدہ غیر مسلم ریاستوں کو اور غیر مسلم مذاہب اور طاقتوں کو میسر آئے گا۔ اس جنگ کی جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جو بھی قیمت چکانی پڑے گی وہ تمام تر مسلمان ممالک پر لگیں گے۔ اور یہ جو عظیم الشان فوجوں کی حرکت ایک بڑے اعظم سے دوسرے بڑے اعظم کی طرف ہو رہی ہے، یہ غیر معمولی اخراجات کو چاہتی ہے۔ اس کے لئے دولت کے پہاڑ درکار ہیں۔ لیکن یہ وہی دولت کے پہاڑ ہیں جو سعودی عرب نے اور شیخ طرم نے انہیں ملکوں میں بنا رکھے تھے۔ اور وہی اب قانونی طور پر ان کے سپرد کر دیئے جائیں گے کہ یہ تمہارے ہوسکتے۔ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور نتیجہ ایکٹ ابھرتے ہوئے اسلامی ملک کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دینا اور مسلمانوں کے دل میں اس خیال کا پیدا ہونا بھی حرم قرار دیا جاتا کہ وہ اپنی عزت نفس کے لئے کسی قسم کی کوئی آزاد کارروائی کر سکتے ہیں۔

عراق کو بھی ہم نے بہت سمجھانے کی کوشش کی

اور جس طرح بھی ہوا ان کو پیغام بھیجوائے گئے کہ آپ خدا کے لئے خود اپنے مفاد کی خاطر اور اس اسلامی مفاد کی خاطر جو آپ کے پیش نظر ہے اس نا انصافی کے قدم کو پیچھے کر لیں، کیونکہ تاریخ کے حوالے سے اگر جغرافیہ تبدیل ہونے لگیں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، افریقہ میں بھی اب یہ ناممکن ہو گیا ہے۔ دنیا میں اکثر جگہوں پر یہ ممکن نہیں رہا۔ اس لئے خود آپ کا مفاد اس میں ہے۔ کویت کا مفاد اس میں ہے۔ عالم اسلام کا مفاد اس میں ہے کہ اس اٹھ ہوئے قسم کو واپس لے لیں۔ اور اپنی طاقت کو بڑھائیں اور عالم اسلام کو متحد کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن افسوس کہ وہ اب بھی یہ بات نہیں سمجھتی گئی۔ اور دیگر مسلمان عرب ممالک نے بھی ذرہ بھر دھیان اس بات پر نہیں دیا کہ ہم غیر مسلم طاقتوں سے مل کر ان کے سارے ظلم کا خیر برداشت کرتے ہوئے ایک مسلمان ریاست کو تباہ و برباد کرنے پر تیار ہوئے ہیں جس کے بعد ہی تمام علاقے ہمیشہ کے لئے امن اٹھ جائے گا۔ عالمی امن کو خطرہ ہے یا نہیں ہے۔ مگر یہ ریاستیں جو اس جنگ کا خیر برداشت کرنے والی ہیں اور کراہی کے ٹوٹنے والوں کو باہر سے بلا کر نالی پران کر میں یقین دلاتا ہوں کہ پھر وہ کبھی اپنے ماضی کی طرف واپس لوٹ کر نہیں جاسکیں گی۔

میں کہ بعض ہندوؤں نے یا توں کہنا چاہیے کہ لاکھوں ہندوؤں نے

بابری مسجد پر حملے کی کوشش کی

اور بعض اس میں داخل بھی ہو گئے اور پہلے سے نھب شدہ بت کی وہاں عبادت بھی کی گئی، انہوں نے بہت سے مندر جلا ڈالے اور منہدم کر دیئے اور بہت سے ہندوؤں کی املاک لوٹ لیں اور ان کا قتل و غارت کیا۔ کیا یہ اسلامی رد عمل ہے؟ یقیناً نہیں۔ ناممکن ہے کہ اسلامی تعلیم کی رو سے اس رد عمل کو جائز قرار دیا جائے۔

اسلام تمام دنیا کے مذاہب کی عظمت اور

ان کی حرمت کی حفاظت کرتا ہے۔

عظمت کی حفاظت ان معنوں میں نہیں کہ ان کے سامنے اعتقادی لحاظ سے سرخسکانے کی تعلیم دیتا ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ جو ان مذاہب کو عظیم سمجھتے ہیں ان کو قانونی تحفظات مہیا کرنے کی تلقین کرتا ہے کہ وہ جس طرح چاہیں چاہے باطل کو بھی عظیم سمجھیں وہ جس کو عظیم سمجھا جاتے ہیں عظیم سمجھتے رہیں۔ پس جہاں تک ان کے دلوں کا اور ان کے دلوں کے احترام کا تعلق ہے ان کی حفاظت کرنا دراصل ان مذاہب کی عظمت کی حفاظت کرنا ہے اور حرمت کی حفاظت۔ اس طرح کرنا ہے کہ مسلمان کو یہ اجازت نہیں کہ وہ دوسروں کے عبادت خانوں کو منہدم کرے اور ان کی جگہ خواہ مسجد بنائے یا کچھ اور تعمیر کر دے۔ یہ ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے،

یہ دراصل پاکستان میں ہونے والے چند واقعات کا رد عمل ہے۔

جس طرح ہندوستان میں ہونے والے واقعات کا ایک رد عمل مشرقی بنگال میں یا توں کہنا چاہیے کہ بنگلہ دیش میں ظاہر ہوا اور سندھ کے بعض علاقوں میں ظاہر ہوا اسی طرح ظلم کے رد عمل دوسری جگہ ہوتے رہتے ہیں اور ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس میں یہ حوالہ دیا جا رہا ہے کہ پاکستان میں بھی تو یہی کچھ ہوتا ہے۔ پاکستان میں بھی تو انتہاء پرست خاں مذہب کے نام پر اپنے اقتدار کو غیروں پر قائم کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اس لئے وہ ہندو پارٹی جو دراصل اس سارے نساد کی ذمہ دار ہے اس کے راہنما بار بار یہ حوالے دے چکے ہیں کہ اگر پاکستان کے ملاں کو یہ حق ہے کہ اسلام کے نام پر جن کو وہ غیر مسلم سمجھتا ہے ان کے تمام انسانی حقوق دبا لے تو کیوں ہندومت ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ ہم ہندومت کے نام پر ہندو مت کی عظمت کے لئے تمام مسلمانوں کے تمام بنیادی حقوق دبا لیں۔ چنانچہ ایک موقع پر گزشتہ الیکشن میں اس نے یہ اعلان کیا کہ مسلمانوں کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ ہا ہندوؤں کے اقتدار میں کلیتہً ان کے حضور سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس ملک میں زندہ رہیں یا اپنا بوریا بستر لیٹیں اور اس ملک سے رخصت ہو جائیں کیونکہ ہندوستان میں اس لیڈر کے نزدیک اب مسلمان اور اسلام کی کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ یہ ویسا ہی اعلان ہے اور اس حوالے سے کیا گیا ہے

جو پاکستان کے ملاں نے احمدیوں کے متعلق کیا۔

وہاں تو انہوں نے غیر مسلم ہوتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف، ان مسلمانوں کے خلاف یہ اعلان کیا جو دعویٰ کرتے تھے کہ ہم مسلمان ہیں۔ کسی ہندو فرقے کو زبردستی مسلمان بنا کر ان کے خلاف یہ اعلان نہیں کیا۔ اس لئے نا انصافی تو ہے لیکن اس نا انصافی کی جو بنیاد ہے اس بنیاد کے قیام میں کوئی نا انصافی نہیں۔ کھل کر انہوں نے یہ کہا کہ جو غیر ہندو ہے اس کے لئے ہمارے یہ جذبات ہیں مگر غیر ہندو کا فیصلہ غیر ہندو کرے گا۔ ہم زبردستی بعضوں کو غیر ہندو قرار دیکر ان پر اپنے فیصلے نہیں ٹھونس گئے۔ مگر پاکستان میں جو ظلم اور زیادتی ہوئی وہ اس سے بھی ایک قدم آگے ہے۔ پہلے اسلام جانثاروں کو، حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا کلمہ پڑھنے والوں کو، خدا والے کی توحید کا کلمہ پڑھنے والوں کو

بد حال سے بدتر حال تک پہنچنے چلے جائیں گے۔

اور کبھی پھر امن اس علاقے کا منہ دوبارہ نہیں دیکھے گا۔ اس کتاب اس نصیحت کے بعد جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دعا ہی باقی رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان کو عقل دے اور ہماری نصیحت کی بات خواہ کتنی ہی کمزور کیوں نہ معلوم ہوتی ہو اپنے فضل سے اس میں طاقت بخشنے اور دلوں کو اسے قبول کرنے پر آمادہ فرمادے کیونکہ اللہ ہی ہے جو ان حالات کو تبدیل کر سکتا ہے۔ بہت خوب اس لکھنے والے نے لکھا کہ

ONLY A DIVINE POWER COULD REVERSE

THIS TRAGEDY PEACEABLY.

کہ اب تو صرف کوئی الہی طاقت ہی ہے جو ان انتہائی دردناک صورتحال کو پرامن کیفیت کے ساتھ تبدیل کر دے۔ پرامن کوششوں کے ذریعے تبدیل کر دے۔ اب ہم ہندوستان پر نگاہ ڈالتے ہیں وہاں پہلے جو ہو چکا وہ ہو چکا۔ جو کشمیری اب ہو رہا ہے وہ بھی ہو رہا ہے۔ لیکن سب سے بڑی دردناک بات یہ ہے کہ وہاں بھی تاریخ کے نام پر ایک اور طرح کی جغرافیائی تبدیلی کی جارہی ہے کہا جاتا ہے کہ ساڑھے تین سو سے چار سو سال کے عرصے کے درمیان، پہلے بابر نے ایک ہندو مندر کو جو اجودھیا میں پایا جاتا تھا اور رام کلندر کہلاتا تھا، DEMOLISH کر دیا، منہدم کر دیا اور اس کی جگہ ایک مسجد تعمیر کر دی جسے بابری مسجد کہا جاتا ہے۔ اس کے متعلق تاریخی حوالے کس حد تک مستند ہیں، یہ بحث ہندوستان کی ایک عدالت میں ابھی جاری ہے لیکن زیادہ تر بنیاد اس کے الزام کی

ایک مسلمان درویش کی ایک روایا

پہلے جس نے یہ دیکھا تھا کہ بابری مسجد کے نیچے رام کا مُردہ دفن ہے اور اس لئے یہاں پہلے ایک مندر ہوا کرتا تھا اور اس کی جگہ اب مسجد بنائی گئی ہے تو یہاں گویا کہ رام مدفون ہو گیا۔ کسی کا یہ روایا بھی بہت پرانی ہے۔ یہ وہ حوالہ ہے جسکی رو سے ہندوؤں نے اپنے عدالتی کیس کو تقویت پہنچانے کی کوشش کی ہے اور دیگر بھی بہت سی ایسی سندرات پیش کرتے ہیں جن کی فی الحقیقت کوئی تاریخی حیثیت نہیں مگر بہر حال یہ تو عدالتی معاملہ ہے، اس میں زیر بحث ہے مگر قطع نظر اس کے کہ یہ دعویٰ سچ ہو یا جھوٹ، چار سو سال پہلے کی تاریخ کو اگر اس طرح تبدیل کرنے کی آج کوشش کی جائے تو اس کو صرف اس اصول پر جائز سمجھا جاتا ہے جو مغربی طاقتوں کا اصول ہے کہ اگر غیر مسلم کریں تو جائز ہے، اگر مسلمان کریں تو جائز نہیں ہے۔ مسلمانوں کے لئے نہ اس وقت جائز تھا نہ اب جائز ہے کہ اس عمارت کو اپنے پاس رکھیں اور ہندوؤں کے لئے یہ جائز ہے کہ جب چاہیں پرانی تاریخ کے حوالے سے آج کے قبضوں کی کیفیت بدل دیں اور آج کے جغرافیہ کو تبدیل کر دیں۔ پس ہندوستان میں بھی مسلمانوں کے لئے بہت ہی بڑا خطرہ درپیش ہے لیکن یہ خطرہ دراصل ان خطرات سے زیادہ ہے جو جغرافیائی خطرات دیگر جگہوں پر درپیش ہیں۔ یہاں اسلام کی عظمت اور اسلام کی توحید کو خطرہ ہے، خدا تعالیٰ کی عظمت اور خدا کی توحید کو ایک خطرہ درپیش ہے۔ وہ جگہ جہاں خدا سے واحد کی عبادت کی جاتی تھی وہاں اب بے حقیقت اور ایسے بتوں کی عبادت کی جائے گی جو جن خداؤں سے وابستہ ہیں ان خداؤں کا ہی کوئی وجود نہیں۔ پس ایک خدا سے واحد کی عبادت نگاہ کو جو توحید کی عظیم دار ہو بت خانوں میں تبدیل کرنا یہ محض ایک چھوٹا سا حادثہ نہیں بلکہ تمام اسلام کی بنیاد پر حملہ ہے اور اس کا جو اثر ہے وہ ہندوستان پر بہت دور تک پھیلے گا اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں کا اس ظاہری غور پر کبھی ہندوستان سے اٹھ جائے گا اور بہت ہی خوفناک فسادات کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہو گا جس کو روکا نہیں جاسکے گا۔ بہر حال یہ ایک بہت ہی غیر معمولی جذباتی اور اعتقادی اہمیت کا معاملہ ہے جسے عالم اسلام کو سمجھنا چاہیے لیکن اس کے ساتھ ہی جو رد عمل اس کے نتیجے میں پیدا ہونا چاہیے وہ اسلامی رد عمل ہونا چاہیے۔ مجھے اس سوس ہے کہ یہاں بھی ویسی ہی صورتحال ہے جیسا کہ عراق سے تعلق رکھنے والے مسائل کی ہیں۔ ایک طرف ہم بنگلہ دیش پر نظر ڈالتے ہیں کہ اس غصے

کیونکہ وہ راہنما جو حق پرست ہو اور حق کی خاطر اپنے مفادات کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو، آج کی دنیا میں اس سے بہتر قوم کو اور لیڈر میسر نہیں آسکتا۔ دو باتیں دی۔ پی۔ سنگھ صاحب نے ایسی کیں جن کی وجہ سے میرے دل میں ان کی بہت سی عزت قائم ہوئی اور محبت قائم ہوئی اور میں دُعا کرتا رہا کہ اللہ کرے کہ دنیا کے راہنما بھی اس طرح حق پرست بن جائیں۔ سب سے پہلے تو لاکھوں اور کروڑوں مظلوم اچھوتوں کے لئے یہ تنہا کھڑے ہو گئے اور اپنی پارٹی کے ان لیڈروں کے اختلاف کو بھی چیلنج کیا جو ان کے اقتدار کے لئے خطرہ بن سکتے تھے اور تمام ملک میں یہ قانون رائج کیا کہ وہ اچھوت مظلوم جو ہزاروں سال سے مظلوم چلے آ رہے ہیں ان کے حقوق کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے لئے حکومت میں نوکریوں کے تحفظات دیئے جائیں اور ایک خاص فیصد مقرر کر دی گئی کہ اتنی فیصد تعداد کی نسبت کے لحاظ سے لازماً اچھوت قوموں کے لئے حکومت کی ملازمتیں ریزرو رکھی جائیں گی۔ یہ ایک بہت بڑا قدم تھا اور ایسے ہندوستانی ملک میں یہ قدم اٹھانا جہاں ایک لمبے عرصے سے اونچی ذات کا قبضہ رہا ہو۔ جہاں ان کا مذہب انہیں کتا ہو کہ اونچی ذات کے حقوق زیادہ ہیں اور ان کی ذات کے کوئی بھی حقوق نہیں، ایک بہت غیر معمولی عظمت کا مظاہرہ تھا جو بہت کم دنیا کے لیڈروں کو نصیب ہوتی ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ جب اس کے خلاف ایک شور مچا ہوا تو سینہ تان کے اس کا مقابلہ کیا اور کوئی پرواہ نہیں کی کہ اس کے نتیجے میں اقتدار ہاتھ سے جاتا ہے کہ نہیں۔ ابھی یہ شور و غوغا قائم نہیں ہوا تھا کہ ان کے خلاف سازشیں کرنے والوں نے

بابری مسجد کے تنازعہ کو زیادہ اچھانا شروع کیا

اور لاکھوں کروڑوں ہندو اس بات کے لئے تیار ہو گئے کہ وہ بابری مسجد کی فوج کو چ کر لیں گے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور وہاں وہ پُرانا تاریخی لحاظ سے موجود یا غیر موجود جو بھی شے تھی رات کے مندر کو دوبارہ تعمیر کریں گے۔ اتنے بڑے پیمانے کا مقابلہ کرنا اور ہندو فوج کا اکثریت کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ اگر تمہارے ہم مذہب بھی جتنہ درجہ تہمت یہاں حمزہ کرنے کی کوشش کریں تو ان کو گولیاں سے بھونک دوں گے۔ لیکن مسجد کے تقدس کی اور ہندوستان کے قانون کے تقدس کی حفاظت کرو۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بالآخر بہت سے ہندو ان کوششوں میں مارے گئے اور ہندو فوجیوں کے ہاتھوں مارے گئے، ہندو پولیس کے ہاتھوں زد و کوب کئے گئے اور اس کے علاوہ بہت سے زخمی ہوئے، بہت سے قید ہوئے۔ ان کے راہنما کو جو بہت بڑی طاقت کا مالک ہے اور جس کے اثر و نفوذ اور اتحاد کی وجہ سے ان کی حکومت قائم تھی ان کو قید کر دیا گیا۔ غرض کہ یہ جانتے ہوئے کہ جس شاخ پر میں بیٹھا ہوں اسی شاخ کو کاٹ رہا ہوں۔ بیوقوفی کی وجہ سے نہیں بلکہ

بہادری اور اصول پرستی کی خاطر

اس عظیم راہنما نے گرنا منظور کر لیا، خواہ کہ اس کی سیاسی زندگی کو بھی ہمیشہ کے لئے خطرہ درپیش تھا لیکن کوئی پرواہ نہیں کی۔ پس ایسے راہنما جو انصاف کے نام پر ہمیں بھی قربانی کے لئے تیار ہوتے ہیں، اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ان کی عظمت کو تسلیم کیا جائے اور ان کی مدد کی جائے کیونکہ *اَنْتَا وَتَوَا عَلٰی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی* میں کسی مذہب کے نام پر تبادون کا حکم نہیں بلکہ انصاف اور خدا خوفی کے نام پر تبادون کا حکم ہے اچھی باتوں اور خدا خوفی کے نام پر تبادون کا حکم ہے۔ بہر حال یہ اب آنے والی تاریخ بتائے گی کہ ہندوستانی قوم نے کس حد تک ان واقعات سے نصیحت پکڑی ہے اور کس حد تک وہ اپنے سکوں کو اپنے سونیلوں سے پہچاننے کی اہلیت رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے سگے

عالم اسلام کو ان کا ممنون ہونا چاہیے تھا۔

عالم اسلام کو ایسی صورت میں ہندوستان کی حکومت کو بے وجہ تنقید کا نشانہ بنانے کا بجائے اچھے کو تقویت دینا چاہیے تھی۔ ان کے لئے

غیر مسلم قرار دیا گیا اور پھر ان سے وہ ناروا سٹوک کئے گئے جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ لیکن چونکہ انہوں نے غیر مسلم بنا کر ایسا کیا اس لئے غیر مسلم دنیا کے ہاتھ یہ بہانہ تو بہر حال آگیا کہ پاکستان کا نگران اسلام کی سند کو استعمال کرتے ہوئے جن کو غیر مسلم سمجھتا ہے ان سے یہ سلوک کرتا ہے تو ہم غیر مسلموں کو، اس میں وہ بہر حال ہندو شامل کرتے ہیں کہ ہم ہندوؤں کو پھر کیوں یہ حق نہیں ہے کہ ہم مسلمانوں سے جو چاہیں سلوک کریں۔ پس جب پاکستان میں مسیحی منہدم کی جارہی تھیں اور چاروں صوبے اس بات کے گواہ ہیں کہ چاروں صوبوں میں خدا کے واحد دیگانہ کی عبادت گاہوں کو جن میں خالص اللہ کی محبت اور اس کے عشق میں عبادت کرنے والے پانچ وقت اکٹھے ہوا کرتے تھے منہدم کر دیا گیا، جب احمدیوں کی مساجد کو دیران کرنے کی کوشش کی گئی۔ جب وہاں سے کلمہ توحید کا بلند ہونا ان کے جذبات پر تسلیم کرنے کے مترادف قرار دیا گیا اس وقت ان کو کیوں خدا کا خوف نہیں آیا اور کیوں اس بات کو نہیں سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پھر ظالموں کو پکڑتی ہے اور ان کو اپنے کردار کی تصویر دیکھاتی ہے۔

پس جو بد بختی ہندوستان میں ہو رہی ہے اور مسلمانوں پر جو عظیم مظالم توڑے جا رہے ہیں اس کی داغ بیل پاکستان کے نگران نے ڈالی ہے۔ یہ وہ مجرم ہے جو خدا کے حضور جوابدہ ہوگا۔ اس دنیا میں ہی آپ دیکھیں گے کہ ایک دن آئے گا جب یہ نگران اپنے ظلم اور تعسّد کی وجہ سے پکڑا جائے گا اور آخرت میں تو بہر حال ان کا رسوا اور ذلیل ہونا مقدر ہو چکا ہے سوائے اس کے کہ یہ توبہ کریں۔ پس پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے اثرات غیر دنیا پر پڑتے ہیں، غیر دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے اثرات دوسری دنیا کے حصوں پر پڑتے ہیں۔ غیر مسلم دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اس کے اثرات اسلام کی دنیا پر پڑتے ہیں غرض کہ اس طرح یہ دنیا ایک ایسی دنیا نہیں ہے جو مختلف جزیرہ کی صورت میں ایک دوسرے سے الگ رہ رہی ہو۔ ایک جگہ ہونے والے واقعات کا اثر موجوں کی طرح دوسرے حصے کے اوپر ضرور اثر انداز ہوتا ہے اور ظلم ہمیشہ ظلم کے بچے دیتا ہے۔ پس اگر ہم نے دنیا میں انصاف کو قائم کرنا ہے اور ہم کو اپنے دنیا میں انصاف کو قائم کرنا ہے تو ہمیں ظلم کے خلاف جہاد کرنا ہوگا۔ ہمیں انصاف اور امن کے حق میں جہاد کرنا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

اَنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا

جب پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! مظلوم بھائی کی تو ہم حمایت کریں۔ ظالم بھائی کی کیسے حمایت کریں۔ آپ نے فرمایا! ظلم سے ان کے ہاتھ روک کر ان کی حمایت کریں۔

پس جہاں جہاں بھی مسلمان ممالک نے یہ غلط رد عمل دکھایا ہے اور اسلام کے نام پر نہایت ہی کریمہ حرکات کی ہیں اور ہندوؤں کے مندروں کو ٹوٹا یا منہدم کیا ہے ان کے ظلم سے ہاتھ روکنے ہمارا کام ہے اور یہی ان کی مدد ہے اور جہاں جہاں مظلوم مسلمان غیروں کے ظلم کی چکی میں پیسے جا رہے ہیں وہاں جس حد تک بھی ممکن ہے ان کی مدد کرنا یہ بھی عین اسلام ہے اور اسی کا حکم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور فرمایا : اس لئے

احمدیوں کو ہر دو مچاؤ پر جہاد کے لئے تیار ہونا چاہیے۔

رجحان رد عمل تو یہ تھا کہ ایسے موقع پر سب سے پہلے تو تمام غیر مذہب کے عبادت خانوں کی حفاظت کے لئے تمام مسلمان ممالک تیار ہو جائے اور ہندوستان کے سابق وزیراعظم دی۔ پی۔ سنگھ سے نصیحت پکڑتے۔

وہ ایک عظیم راہنما ہے۔

اگرچہ وہ اب طاقت پر فائز نہیں لیکن انصاف کا تقاضا ہے کہ ان کی حق پرستی کی تعریف کی جائے ہندوستان کی بہت ہی بڑی بد نصیبی ہے، ایک تاریخی بد نصیبی ہے کہ اتنے عظیم الشان راہنما کی راہنمائی سے محروم ہو گیا جس کے پیچھے مل کر ہندوستان کی کھوئی ہوئی ساری عظمتیں مل سکتی تھیں

وے رہا ہے مگر بہر حال یہ بھی کہا جاسکتا تھا کہ شریف بھی ہے اور بہادر بھی ہے اور خدا کے یہی بات درست ہو۔ بہر حال انہوں نے اجازت دیتے وقت اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ اب اگر کوئی شریف بنی ہو تو میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض سادگی نہیں تھی بلکہ جانتے تھے کہ اس حکم کو تبدیل کر دیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ علماء فوری طور پر سیکرٹری وزارت مذہبی امور مرکز سے ملے اور اس نے ان کو تعجب سے کہا کہ میں ہر ایک ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو یہ جرات کہ احمدیوں کو اپنے اجتماع کے لئے لاؤڈ سپیکر کی اجازت دیدے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ بھول جائیں اس بات کو۔ یہ ناممکن ہے۔ چنانچہ دو دن بعد ہی جماعت کو تحریری حکم مل گیا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب معذرت کے ساتھ اطلاع کرتے ہیں کہ ان کو اپنا پہلا اجازت نامہ منسوخ کرنا پڑ رہا ہے اور اس کے نتیجے میں پہلے لجنہ کا اجتماع، انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ اجتماع منعقد نہ کیا جائے اور پھر یہ فیصلہ کیا کہ بغیر لاؤڈ سپیکر کے ہی خدام الاحمدیہ کا اجتماع منعقد کیا جائے۔ مگر آج ہی FAX ملی ہے کہ دوسرا حکم نامہ یہ ملا ہے کہ صرف لاؤڈ سپیکر کی اجازت ہی منسوخ نہیں کی جاتی بلکہ اجتماع منعقد کرنے کی اجازت ہی منسوخ کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے ربوہ میں بہت ہی بے چینی ہے، تکلیف ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے FAX کے انداز سے ہی کہ احمدی نوجوان جو مقامی ہیں یا باہر سے آئے ہیں، اس وقت بہت کرب کی حالت میں ہیں۔ ان کو میں سمجھانا چاہتا ہوں۔

ہمارے لیے سفر ہیں۔

یہ اس قسم کے جو واقعات احمدیت کی تاریخ میں ہو رہے ہیں بعض منازل سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ہمارا قیام ان منازل پر نہیں ہے۔ جو قافلے لیے سفر پر روانہ ہوتے ہیں انہیں رستے میں مختلف قسم کے ڈاکوؤں، چوروں، اچکن بھٹیروں اور دیگر مخلوقات سے خطرات پہنچتے رہتے ہیں اور تکلیف پہنچتی رہتی ہے لیکن قافلوں کے قدم تو نہیں رک جاتا کرتے۔ ان کے گزرتے ہوئے قدموں کی گرد ان چروں پر پڑ جاتی ہے جو ان کے خلاف غوغا آرائی کرتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور کچھ کاشٹے کی بھی کوشش کرتے ہیں اور تاریخ کی اس گرد میں ڈوب کر وہ ہمیشہ کے لئے نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ ہاں ان مدفون جگہوں کے نشانات باقی رہ جاتے ہیں تو آپ تو بے سفر والی قوم ہیں۔ ایسے لیے سفر والی قوم ہیں جن کی آخری منزل قیامت سے ملی ہوئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ مسیح اور قیامت آپس میں ملے ہوئے ہیں تو بعض علماء نے یہ سمجھا کہ اس کا مطلب ہے کہ مسیح کے آنے کی قیامت آجائے گی۔ بڑی ہی جہالت والی بات ہے۔ یہ بھی کہ مسیح کا زمانہ قیامت تک ملتے ہوگا۔ مسیح میں اور کوئی زمانہ نہیں آئے گا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مثال بھی قیامت کے ساتھ اسی طرح دی اور اپنی اور مسیح کی مثال بھی اسی طرح دی کہ ہم دونوں اس طرح اکٹھے ہیں جس طرح انگلیاں جڑی ہوئی ہیں تو یہ مطلب تو نہیں تھا کہ مسیح میں زمانہ کوئی نہیں آتا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ زمانہ اس وقت تک ملتے ہوگا اور مسیح میں کوئی رک ایسی نہیں جو اس زمانے کو منقطع کر سکے اور پہلے کو دوسرے سے کاٹ سکے تو جس قوم کے اتنے لیے سفر ہیں وہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر تکلیف محسوس کرنے لگیں اور دل چھوڑنے لگیں۔ یہ بات کوئی آپ کو ذہب نہیں دیتی۔

بات یہ ہے کہ اس نئی حکومت نے جب اقتدار سنبھالا اور ان کے ہاتھ میں اقتدار کی تلوار آئی تو کئی طرف سے خوف و خطر کا اظہار کیا گیا لیکن اس حکومت کے سربراہوں نے یہ اعلان کیا کہ ہم شریف نواز لوگ ہیں۔ ہم شرافت کو نوازنے والے ہیں اور شرفاء کو ہم سے ہرگز کوئی خطرہ لاحق نہیں۔ غالباً انہیں اعلانات کے اثر میں ایک شریف النفس ڈپٹی کمشنر نے وہ قدم اٹھایا جو اس نے اٹھایا لیکن دوسری طرف

لازم تھا کہ یہ اعلان کرتے کہ جو ہندو انتہاء پسند کر رہے ہیں سخت ظلم کر رہے ہیں اور ہم برداشت نہیں کریں گے۔ لیکن ہندوستان کے وہ راہب جو اس ظلم کے خلاف نبرد آزما ہیں اور کمزوری محسوس کرتے ہوئے بھی وہ سینہ تان کر اس کے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں ہم ان کو ہر طرح سے اعویت دینے پر تیار ہیں۔ ہر طرح سے ان کی مدد کریں گے یہ یہ تیار ہیں۔ یہ انصاف کی آواز تھی جو اسلام کی آواز ہے اور جہاں تک دھمکیوں کا تعلق ہے یہ یہ گیدڑ بھی بھینکیں گے۔ یہ تو بھی کوئی ڈرا نہیں۔ باقاعدہ تمام مسلمان مالک کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے تھا اور ہندوستانی حکومت کو کوئی ٹھوس پیغام دینے چاہیے تھا۔ یہ بتانا چاہیے تھا کہ ہمارے مفادات اتنے گہرے اور اتنے قیمتی مفادات، اسلامی ممالک سے وابستہ ہیں کہ اگر تم نے بالآخر یہ حرکت ہونے دی تو ہمارے مفادات کو شدید نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ یہ بات انصاف کے خلاف نہیں ہے کہ کسی قوم سے اقتصاد بائیکاٹ اس لئے کیا جائے کہ اس نے جارحیت کا طریق اختیار کیا ہے۔

پس سزا دینے کے مختلف طریق ہوتے ہیں اور یہ سزا تو دراصل ایک ظلم کو روکنے کے لئے ذریعہ بنتی تھی۔ صرف ایک کویت کی چھوٹی سی سرزمین سے جس پر ایک اسلامی ریاست قائم تھی، پانچ لاکھ ہندوستانی اپنے اقتصاد مفادات کو قربان کر کے واپس اپنے وطن جانے پر مجبور ہو گئے۔ اب اگر کویت میں پانچ لاکھ جمع تھے تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ سارے عالم اسلام میں کتنے ہندو مفادات اور کتنے ہندوستانی مفادات ہوں گے۔ اور ہندوستان کی موجودہ اقتصادی حالت کسی قیمت پر یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اتنے بڑے اقتصادی خطرے کو مول لے۔ پھر حکومت جس کی بھی ہو کسی نام سے آئے وہ اسلامی قیدیوں کا جائز احترام کرنے پر مجبور کر دی جاسکتی ہے پس یہ جو معقول اور جائز طریق ہیں ان کو چھوڑ کر چند مندرجہ بالا اور بھی زیادہ اسلام کو ذلیل و رسوا کرنا اور یہ ثابت کرنا کہ اس میں کوئی بھی فرق نہیں پڑتا کہ کسی کی عبادت گاہ کو منہدم کر دے، جلاؤ، رسوا اور ذلیل کر دے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر فرق نہیں پڑتا تو پھر ایک مسجد سے کیا فرق پڑ جائے گا تو بہر حال یہ جو خطرات ہیں یہ بھی ایسے معاملات ہیں جن میں سولے اسلامی مکر اور تقویٰ کے نور کے صحیح فیصلہ نہیں ہو سکتے اور عالم اسلام کو چاہیے کہ وہ جاہلانہ جذباتی رد عمل دکھانے کی بجائے متقیانہ رد عمل دکھائے جس میں طاقت ہوگی۔ جو مفید ہوگا۔ جو اسلام کی بدنامی کی بجائے اسلام کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کا موجب بنے گا اور اس کے نتیجے میں کوئی فائدہ بھی حاصل ہوگا۔

جہاں تک پاکستان کی موجودہ حکومت کا تعلق ہے،

بہت سے احمدی اس خیال میں پریشان دکھائی دیتے ہیں اور مجھے خطوط بھی ملتے ہیں کہ یہ وہ حکومت ہے جس میں وہ عناصر اذیر آگے ہیں جو احمدیت کے دشمن تھے اور ہیں لیکن جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو حکومت کے سربراہ ہیں اور جو اقتدار پر قابض ہوئے ہیں ان کے اور دعویٰ ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں اس مضمون کو مختصر بیان کر دوں، پاکستان کی ذیلی مجالس کے ربوہ میں ہونے والے اجتماعات سے متعلق تازہ صورتحال سے آپ کو مطلع کرتا ہوں۔

تین چار دن پہلے کی بات ہے کہ FAX کے ذریعے اطلاع ملی کہ ہمارے ضلع کا ڈپٹی کمشنر کوئی غیر معمولی طور پر شریف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس نے ہماری درخواست پر پہلی دفعہ نہ صرف بغیر کسی تردد کے لجنہ کے اجتماع میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت دی بلکہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں بھی لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت دے دی جو عجیب بات تھی اور بظاہر انہوں نے بھی اور انصار احمد کے اجتماع میں بھی لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت دیدی تو اس لئے ہم فوری طور پر یہ تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ اللہ اس ڈپٹی کمشنر پر رحم کرے۔ شریف بھی ہے اور سادہ بھی ہے۔ نہیں جانتا کہ کن حالات میں یہ اجازت

..... دکھ نہ بتایا ساری رات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ کا تازہ عارفانہ منظوم کلام جو جلسہ لائے یو۔ کے جلسہ کے موقع پر پڑھا گیا۔

احمدیوں کے کانوں میں ایک اور آواز آرہی ہے اور وہ ملائوں کی آواز ہے۔ وہ کہتے ہیں تم اس آواز سے دھوکہ نہ کھانا۔ اقتدار کسی کے قبضے میں ہو، ظلم اور تعدی کی تلوار ہمارے ہاتھوں میں ہے۔

اور ہم جب چاہیں جس گروں پر چاہیں، یہ تلوار اس پر گہر کرے اس کو تن سے جدا کر سکتی۔ یہ تو تم دیکھو کہ یہ تلوار ہمارے ہاتھوں میں آگئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں نے اس آواز کو سنا اور اس کی وجہ سے ان کے دلوں پر کئی قسم کے اندیشے قبضہ کر گئے۔ کئی قسم کے توہمات میں وہ مبتلا ہو گئے اور اس وقت ایسی ہی کیفیت دکھائی دے رہی ہے۔ میں ان کو اسی معنوں کی ایک اور بات یاد کرانا چاہتا ہوں جس میں جو کچھ بھی میں نصیحت کر سکتا تھا اس کا بہترین خلاصہ بیان ہو گیا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ کے موقع پر اپنے غلاموں سے بچھڑ کر اپنے ایک درخت کے سائے میں آرام فرما رہے تھے کہ آپ کی آنکھ ایک نلکار کی آواز سے کھلی۔ ایک دشمن مسلمانوں سے نظر بچا کر آپ تک پہنچا اور آپ ہی کی تلوار اٹھا کر اس نے آپ کے سر پر سوئی اور کہا کہ اے محمد! بتا اب مجھے میرے ہاتھوں سے اور میری اس تلوار سے کون بچا سکتا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح اطمینان سے لیٹے رہے اور فرمایا: میرا خدا۔

کتنی عظیم بات ہے۔ تمام دنیا میں قیامت تک ہونے والے ابتلاؤں کا ایک ہی جواب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اس نظام کو دیا اور ہمیشہ ہر مومن ہر ظالم کو یہی جواب دینا رہا ہے گا۔ اور اگر یہ جواب نہیں دے گا۔ تو اس کے نیچے کی کوئی ضمانت دنیا میں نہیں ہے پس تم یہ دیکھو کہ آج تلوار کس کے ہاتھ میں ہے تم یہ دیکھو کہ وہ ہاتھ کس خدا کے قبضے میں ہے۔ وہ بازو کس قدرت کے تابع ہیں جنہوں نے آج تمہارے سر کے اوپر ایک تلوار سوئی ہوئی ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تلوار پہلے گری گئی مگر سارا خدا جانتا ہے اور وہ گواہ ہے کہ تلوار گرانے والوں پر اس کے غضب کی بجائی پہلے نازل ہوگی اور وہ ہاتھ شعلہ کی دینے جائیں گے جو احمدیت کو دنیا سے مٹانے کے لئے آج اٹھیں یا کل اٹھائے جائیں گے۔ اس تقدیر کو دنیا کی کوئی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی۔

گزشتہ دنوں میں گئے۔ تکلیف دہ نہیں تھی۔ قرآن فرماتا ہے کہ ایسا ہو گا۔ روحانی اور جذباتی طور پر تم کی قسم کی اذیتیں یاد کے لیکن اگر تم ثابت قدم رہو اور اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب پر ہمیشہ پوری دفا اور نکلنے کے ساتھ چلے رہو کہ اے تلوار اٹھانے والے دشمن! جس طرح کلی میرے خدا نے خدا والوں کو تیری تلوار سے نجات بخشی تھی اور اپنی حفاظت میں رکھا تھا، آج بھی وہی زندہ خدا ہے۔ اسی کی جبروت کی قسم کھا کر ہم کہتے ہیں کہ وہی خدا آج ہمیں تمہارے ظلم و ستم سے بچائے گا۔ پس آپ کو اگر ان دعاؤں سے تکلیف ہے تو مجھے ان احمدیوں کے اس رد عمل سے تکلیف پہنچ رہی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے خدا سے ڈلائے یہ تلوار ایسا ہاتھوں میں آئی ہے کہ جو ضرورتاً جبروت کا سرکھٹ کے رہیں گے۔ خدا کی قسم ایسا نہیں ہو گا ہمیشہ ان ظالموں کی مخالفت نے احمدیت کی ترقی کے سامان پیدا کئے ہیں۔ نئے راستے کھولے ہیں۔ گزشتہ ابتلاوات میں ضیاء کے گیارہ سال اس طرح گئے کہ سرسبز اس کی چھاتی پر سانپ کو ٹپتے رہے مگر احمدیت کی ترقی کو وہ دنیا میں رکھ نہیں سکا اور آخر انتہائی ذلت کے ساتھ نامراد اور ناکام اس دنیا سے رخصت ہوا۔ پس تلواروں کے بدلنے سے تمہارے ایمان کیسے بدل سکتے ہیں۔ اپنے ایمانوں کی حفاظت کرو اور ثابت قدمی دکھاؤ اور اللہ پر توکل رکھو اور یقین کر دو کہ وہ خدا جس نے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غائب رہیں گے وہ خدا اور اس کے رسول ضرور غالب رہیں گے اور ضرور غائب رہیں گے اور ضرور غالب رہیں گے۔

اُن کو شکوہ ہے کہ پھر میں کیوں نہ بتایا ساری رات جن کی خاطر رات لٹادی۔ چین نہ پایا ساری رات اُن کے اندیشوں میں دل نے کیسے گھبرا گھبرا کر سینے کے دیواروں پر سے۔ سر ٹکرایا ساری رات خوب سچی یادوں کی محفل۔ مہمانوں نے تاپے ہاتھ

ہم نے اپنا کوئلہ کوئلہ۔ دل دہکایا ساری رات اُن سے شکوہ کیا جن کی یاد نے بچھڑے کی پہلیوں

ساری رات آنکھوں میں کٹمی۔ درد بتایا ساری رات اُن سے شکایت کس جہ سے ہو۔ جن کے ہوا احسان بہت

جن کی کوئل یاد نے دکھتادل پہلایا ساری رات گرد آلود تھاپتہ پتہ۔ کلی کلی کج لٹائی ہوئی

یادوں کی برسات نے دل کا چین پہلایا ساری رات روتے روتے سینے پر سر رکھ کر سو گئی اُن کی یاد

کون پیا تھا؟ کون پریمی؟ بھید نہ پایا ساری رات وہ یاد آئے جن کے آنسو تھے غم کی خاموش کٹھا

میرے سامنے بیٹھ کے روئے دکھ نہ بتایا ساری رات وہ یاد آئے جن کے آنسو لو بچھنے والا کوئی نہ تھا

سو جے نہیں دکھائے اپنے اور رلایا ساری رات بچے بچہ کے گریاں ترساں۔ دیپک کی کوئلے لڑناں

کٹیا میں افلاس کے جھوٹ کا۔ ناچا سا یہ ساری رات اور دل کے دکھ درد میں تو کیوں ہلک کر رہتا ہے

تجھ کو کب کوئی بے شک نہ پے۔ مال جاپا ساری رات صبح صادق پر صد یقول کا ایمان نہیں ڈولا

اندھی رات کے گھپے اندھ پیروں نے بہکایا ساری رات رات خدا سے پیار کی پسینگیں۔ صبح بتوں سے پیار نے

کچھ لوگ گنوا بیٹھے دن کو۔ جو پار کیا ساری رات

انبارِ تبذیر کی توسیع اشاعت ایک قومی اور جماعتی فریضہ ہے۔ (دیجیٹل)

یکم جنوری ۱۹۹۱ء سے انبارِ تبذیر کا سالانہ چنڈہ ۶۵ روپے کی بجائے ۷۵ روپے ہو گا۔ (دیجیٹل)

تلاوت قرآن کریم۔ بعض عام غلطیوں کی اصلاح

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کی تلاوت کرتے وقت اس کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

تلاوت قرآن کریم کے وقت عربی زبان کے قواعد و قواعد کو مد نظر رکھتے ہوئے پوری صحت الفاظ کے ساتھ اس کی تلاوت کی جائے۔ اپنی اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن عربیہ فرمایا ہے۔ جس میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کی تلاوت میں عربی زبان کے قواعد کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

تلاوت قرآن کریم میں حروف کی حرکات کی صوت کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ بعض دفعہ حرف پیش (ف) اور زیر (ز) کی تبدیلی سے معنوں میں زمین و آسمان کا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور معنی بالکل غلط اور الٹ ہو جاتے ہیں۔

مفسرین و تفسیر کی شرح الشرح مطبوعہ برہنہ کے مطابق ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ میں لوگوں نے ایک غیر عرب شخص کو سورۃ توبہ (پہلے) کی تیسری آیت کریمہ کو ان الفاظ میں پڑھتے ہوئے سنا۔

..... اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ وَّ اَنَّ الْمَشْرِیْقَیْنِ وَ الْمَغْرِبَیْنِ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ وَّ کَیْفَ لَہٗ اَنْ یَّحْیِیَ الْمَوْتِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِاَعْمٰیؕ
اس کو پکار کر حضرت عمرؓ کے پاس لائے اس پر آپ بہت متفکر اور متشوش ہوئے کیونکہ رسولؐ پڑھنے سے آیت کے معانی میں بالکل ہی الٹی اور خطرناک سمجھت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرح اس کے معنی یہ بن جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بری الذمہ ہوتا ہے مشرکوں سے اور اپنے رسولؐ سے (یعنی) (العیاذ باللہ) اصل آیت میں ذکرِ مَؤَلَّہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرکوں کے تمام الزامات و اعتراضات سے آج بڑی الذمہ ہونے کا اعلان کرتا ہے اور اس کا رسولؐ بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے ابوالاسود دؤلیؓ کو بلایا اور فرمایا کہ غیر عربوں کے لئے تلاوت کتاب اللہ میں سہولت اور صحت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ عربی زبان کے قواعد و قواعد کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

اور تم یہ کام کرو۔ لیکن بعض دو عربی روایات اس واقعہ کو حضرت علیؓ کریم اللہ وجہہ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ نے ابوالاسود دؤلیؓ کو بلایا اور عربی زبان کے قواعد مرتب کرنے کا ارشاد فرمایا اور خود بھی انہیں چند قواعد بتائے۔ مثلاً یہ کہ با معنی مفرد لفظ جو انسان کے منہ سے نکلے وہ یا اکم ہو گا یا فصل یا حرف۔ اکم وہ ہے جو کچھ چیز کے بارے میں خبر بتائے یا اس پر ولالت کرے اسی طرح فعل اور حرف کی بھی آپ نے تشریح فرمائی۔

اس کے بعد آپ نے ابوالاسود دؤلیؓ کو فرمایا "اُنْجِ نَحْوُکَ" اب اسی کی مانند تم قواعد مرتب کرتے چلے جاؤ "نحو" کے معنی "مانندہ" کے ہوتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ارشاد میں "نحو" کا کلمہ استعمال فرمایا چنانچہ اسی بنا پر بعد میں اس علم کا نام علم نحو رکھا گیا۔

عام مورخین کا اعتقاد حضرت علی کریم اللہ وجہہ والی اس روایت پر ہی ہے۔

پس قرآن کریم کی صحیح تلاوت کے لئے عربی زبان کے کم از کم ابتدائی اصولی قواعد کا علم ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں حرکات کے اختلاف سے معانی کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ کو جانے دیجئے۔ خلافت راشدہ کے بعد خلافت بنو امیہ میں ولید بن عبد الملک ایک مشہور خلیفہ گذرا ہے جو پہلی صدی ہجری کے اواخر میں تمام عالم اسلام کا واحد فرماں روا تھا۔ یہ صاحب بول چال میں بعض اوقات اعراب کی غلطیاں یعنی کلمات کے آخری حرکات کی غلطیاں کر جایا کرتے تھے ایک دفعہ ایک اعرابی ان کے دربار میں فریاد رسی کے لئے حاضر ہوا تو ولید نے اسے مخاطب کر کے کہا مَا شَأْنُکَ؟ (ترجمہ کسی چیز نے تجھے آغوش میں لیا یا سہ یا عجیب لگا یا ہے) اس پر بد کہنے لگا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ۔ یعنی میں ہر آغوش یا عرب

سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ یعنی میں نے تو اپنے کسی عیب یا آسیب کا ذکر نہیں کیا ہے اس پر خلیفہ کے بھائی سلیمان بن عبد الملک کہنے لگے کہ اصل میں خلیفہ صاحب کا مطلب یہ تھا مَا شَأْنُکَ؟ تیرا کیا حال ہے؟ یعنی آپ کو کس بات کی شکایت یا تکلیف ہے؟

پس دیکھیں کہ اسی جگہ میں کس طرح حرکت یعنی زیر۔ بر یا پتہ کے فرق سے اس کے معنی بدل گئے۔

اس لئے قرآن کی تلاوت صحیح طور پر کرنے کے لئے عربی زبان کے بعض موٹے موٹے اصولی قواعد کا جاننا ضروری ہے۔ خصوصاً نحو کے وہ قواعد جن کا تعلق اعراب یعنی کلمات کے آخری حصہ کی حرکات اور ان کی تبدیلی سے ہے۔ آج کل قرأت قرآن کریم کے بارے میں غلط فہمیاں یا غلط فہمیاں و جو بات وہ ہیں۔ اول۔ آج کل تعلیم قرآن کے سلسلہ میں وہ کوشش و تکرار کی نہیں رہے جو بارے ہزاروں کے زمانے میں رائج تھے۔

دوئم۔ ترنم کی طرف دنیا کا رجحان اس قدر بڑھتا چلا جا رہا ہے کہ بچے بچے والوں اور سینے والوں دونوں کی زبانوں میں اللہ کی مہنوں کی طرف مہن ہوتی ہے اور آواز کے زیر و بم کی طرف زیادہ۔ دوسرے نقطہ پر اس میں یہ کہنا بھی درست ہو گا کہ بعض تلاوت کرنے والے اپنے ترنم کو خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کی قرأت کے اصولوں یعنی کلام اللہ کی غیب زبان کے قواعد کے تحت اور ان کے مطابق نہیں رکھتے بلکہ ان امور پر اپنے خود ساختہ ترنم کو مقدم رکھتے ہیں۔

قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ماحضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے عظیم تر معجزہ کے طور پر پیش کیا ہے جس میں اس کا معنوی ادا اس کی زبان دونوں آتے ہیں۔ کلام اللہ کی طیب زبان عربی کی قرأت کے اصول پر اپنے ہیں کہ ان کو مد نظر رکھنے سے قرأت

میں ایک طبعی قدرتی نرم خود بخود پیدا جاتا ہے۔ اگر کلام اللہ کی طیب زبان عربی کے قواعد قرأت کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو وہ تلاوت خواہ کسی ہی سر پرستی اور مرتبہ میں ہو۔ عربی زبان کے قواعد کے لحاظ سے غلط اور غیر صحت مند تلاوت ہوگی کیونکہ یہ کلام عربی زبان میں آواز لگتا ہے جسے حسب دماغی زبان۔ یہاں حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ عدم ظاہری و باطنی سے کہنے گئے تھے۔

علوم ظاہری و باطنی

علوم ظاہری و باطنی دونوں سے علم ہی علم یعنی علوم قرآن ہی ہیں۔ علوم ظاہری وہ ہیں جو حواس ظاہری کان۔ آنکھ اور غور فکر کے ذریعہ حاصل کئے جاتے ہیں جن کا رخ باہر سے اندر کی طرف ہوتا ہے۔ ان کا خارج میں کوئی میکانیزم یا تقریر پرستنا ہے جس سے بعض نئے علوم اس کے دماغ میں آن لیسر کرتے ہیں یا خارج میں کسی کتاب کو پڑھا کر اپنے دماغ کو علوم سے چمکنا چلا جاتا ہے۔ باطنی علوم سے مراد وہ علوم ہیں جو حواس باطنی یعنی قلب اور اس کی روحانی استعدادوں اور قوتوں کے ذریعہ سے انسان کے براہ راست خدا تعالیٰ سے حاصل کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بلاشبہ حسب کلام خداوندی قرآن کریم سے تعلق رکھنے والے تمام علوم ظاہری و باطنی سے خدا تعالیٰ کی طرف سے پڑ گئے۔ ان کے اندر اپنے حواس و احسان میں اللہ تعالیٰ کی وحی کی مطابق حضرت سیدنا محمدؐ و مہدیؑ علیہ السلام کے پیش تھے۔ ان علوم ظاہری میں وہ علوم تلاوت و قرأت بھی آ جاتے ہیں جن کا عربی زبان سے تعلق ہے اور جن کو مد نظر رکھنا تلاوت قرآن کریم کے وقت ازلی ضروری ہے۔ تعلیم الہامیہ۔ نام کا راجح لاہور میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک تقریب کے سلسلہ میں تشریف لائے تقریب کی کارروائی حضور کی صدارت میں تھی۔ کلام اللہ سے شروع ہوئی جو ہزارے ایک دوست اور رفیق کار نے بڑا عربی آواز میں اور نہایت ترنم اور خوش الحانی سے کی مگر اس تلاوت کو سن کر حضرت مصلح موعودؑ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور حضورؐ نے اس کے بعد تلاوت قرآن کریم کے موضوع پر ہی حاضرین سے خطاب فرمایا شروع کیا۔ حضورؐ نے فرمایا آپ سب کا اس تلاوت کے بارے میں یہی تاثر ہو گا کہ بہت عمدہ اور ترنم اور مرید آواز میں تلاوت کی گئی ہے۔

حضرت سید مودود علیہ السلام کے صحابہ کرام کا جذبہ اطاعت

تقریر محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مولانا فاراب احمد بر مرقعہ اجتماع انصار اللہ بھارت قادیان

✓ حسب پروگرام خاک رنے صاحب کرام کے جذبہ اطاعت کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہوئے یہ بھی مناسب سمجھا ہے کہ جن احباب کا ذکر کیا جائے ان کو جو برکات حاصل ہوئیں ان کا بھی اشارہ یا وضاحت ذکر کیا جائے۔ اور جنہوں نے اطاعت میں کمزوری دکھائی ان کے حالات کو بھی بیان کیا جائے۔ چہرہ چند ایک احباب کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱)

✓ حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں مولوی محمد احسن صاحب حضرت مولوی نور الدین صاحب زلیخہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت کرنے لگے۔ اسی پر مولوی عبد الکریم صاحب کو جوش آگیا۔ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کر رہے تھے باہر جانے لگی۔ اسی پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ لا تشعروا اعبوا تکم فوق صوت البنی (یعنی اے مومنو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کرنا کہ تم اس حکم کے سینے ہی مولوی عبد الکریم صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے۔ لیکن مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے (سیرۃ المہدی حصہ دوم، روایت ۲۴۱۳) مولوی محمد احسن صاحب کی بہت عزت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی امامت میں جمع پڑھتے رہے۔ بائنا خرفانہ ثانیہ کے قیام پر جس کے آپ حامی تھے ایسے حالات پیدا ہوئے کہ آپ غیر مبالغہ کے خیال میں اپنے ایک بیٹے کی وجہ سے پھنس گئے۔ اور عزت کا مقام جاتا رہا۔

(۲)

✓ لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا مضمون اسلامی اصول کی تفاسیر میں مانے جانے سے بیشتر ایک اشتہار چھپوا کر جناب خواجہ کمال الدین صاحب کو بھجوا دیا لیکن انہوں نے ایسے مقامات پر لکھ دیا جہاں لوگوں کی نظر نہ پڑ سکے۔ پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھا تھا کہ ملاحظہ فرمائیے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کو کارڈ دینے

کا مشورہ خواجہ صاحب نے دیا اور پھر کسی درست کو لکھا کہ اس بار سے میں بے تپائی کی وجہ سے مجھے رات بھر نیند نہیں آئی۔ حضور نے فرمایا کہ اس بار سے میں مقدمہ ہونے پر آپ کو وکالت کا کام سپرد نہ ہوگا خواجہ صاحب خلافت اولیٰ میں انگلیشن گئے تو انہوں نے اشاعت اسلام کے لئے یورپ میں حضرت اقدس کے ذکر کو ستم قائل قرار دیا۔ خود انہوں نے خواب دیکھا کہ بغاوت کے جرم میں انہیں دربار شاہی میں پیش کیا گیا ہے۔ اور دربار میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ ہیں۔ خواجہ صاحب قبولِ خلافت ثانیہ سے محروم رہے۔

(۳)

✓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حضرت منشی برکت علی صاحب تھلوی نے عرض کیا کہ ہم پیروہ پیروہ افراد نے لاٹری میں حصہ لیا جس میں ہر ایک کو ساڑھے سات ہزار روپیہ ملا۔ کیا اس کا استعمال جائز ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ جواز ہے۔ آپ کے لئے جائز نہیں سو یہ روپیہ آج کل کے حساب سے کئی لاکھ روپے کے برابر تھا منشی صاحب نے حضور کے ارشاد کے مطابق خود اور مرکز کی معرفت غریب وغیرہ کو دیدیا۔ (اصحاب مودود سوم طبع دوم ۱۸۵۱۸۹) اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا۔ حضرت اقدس کے زمانہ سے خلافت ثانیہ میں پیش تک آپ سیکرٹری (یعنی سربراہ جماعت) اور بعد میں امیر جماعت شملہ دہلی دہلی رہے اور پھر قادیان آ جانے پر چودہ سال تک جو انڈسٹریل ناظر بیت المال اور دیگر ممتاز عہدوں پر فائز رہے۔

(۴)

✓ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ لکھنا نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس وقت اشتہار طبع کرانے کی ضرورت ہے۔ کیا آپ کی جماعت ساڈھ روپے کا خرچ برداشت کرے گی۔ میں نے اثبات

میں جواب دیا۔ اور فوراً کپور تھلہ پہنچا اور اپنی اہلیہ کا ایک زیور فروخت کر کے ساڈھ روپیہ لے کر میں آگیا اور حضور کے سامنے یہ رقم پیش کر دی اور یہ ذکر نہیں کیا کہ میں اپنی طرف سے رقم پیش کر رہا ہوں چند روز بعد حضرت منشی اردوڑا صاحب لدھیانہ آ گئے۔ ان سے حضور نے ذکر فرمایا کہ آپ کی جماعت نے بڑے اچھے موقع پر امداد کی ہے۔ منشی اردوڑا صاحب نے عرض کی کہ حضور مجھے یا جماعت کو تو یہ بھی نہیں۔ حضرت منشی اردوڑا صاحب سے اسی وجہ سے حضرت ظفر احمد صاحب سے بہت ناراض ہوئے کہ تم نے مجھے کیوں نہ بتلایا۔ میں ثواب سے محروم رہا۔ حضرت صاحب سے بھی عرض کی حضور نے فرمایا۔ منشی صاحب اذمت، کہ تم نے کے بہت سے اور سوتے آئیں گے آپ گھڑائیں نہیں۔ مگر منشی اردوڑا صاحب ان سے چھ ماہ تک ناراض رہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم، روایت ۲۴۱۴)

(۵)

✓ حضرت عرفانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کپور تھلہ کے احباب حضرت منشی حبیب الرحمن صاحب حضرت منشی محمد خان صاحب حضرت منشی اردوڑا صاحب اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جھگڑا اور عشق اور آپ کی اطاعت اور خلافت میں بے نظیر پایا۔ یہ لوگ جب بے گلی اور بے چینی محسوس کرتے تو دہانہ دہانہ چلے آتے تھے۔ حضرت کو دیکھ لیا کچھ باتیں سن لیں۔ زندگی کی نئی روح نے کہ واپس چلے گئے۔

✓ یہ واقعہ میر جشمید ہے کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کوئی زائد جوڑا کپڑوں کا نہیں لائے تھے۔ خیال تھا کہ عین دن بعد تو واپس آ ہی جائوں گا۔ لیکن تین دن کے بعد حکم ہوا کہ ابھی ٹھہریں خیال تھا کہ شاید چند دن بعد اجازت مل جائے گی۔ اجازت لینے کے لئے زبان ادب کھل نہ سکتی تھی۔ اور حضرت کی اپنی محبت اور جذبہ بھی اجازت نہ دیتے تھے

کہ کسی طور پر حضور سے عرض کیا جائے اسے وہ جیسا دینی خیال کرتے تھے ایک بار میں نے پیار جات دھلائے اور پھر مفتی فضل الرحمن صاحب نے از خود دو جوڑے ملوائے۔

(اصحاب مودود سوم ص ۹۵ تا ۹۸)

(۶)

✓ اس واقعہ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب نے بیان کیا کہ میں محسوس کی پیشی میں کام کرتا تھا۔ ایک دفعہ مجلس وغیرہ بند کر کے قادیان چلا آیا تیسرے دن میں نے اجازت چاہی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی ٹھہریں۔ پھر عرض کرنا مناسب نہ سمجھا کہ آپ ہی فرمائیں گے۔ اسی پر ایک مہینہ گزرا۔ میں میرے گھر پر ہوتے کی وجہ سے کاک عدالت کا بند ہو گیا۔ اور سخت خطوط آنے لگے۔ مگر یہاں یہ حالت تھی کہ ان خطوط کے متعلق دہم بھی نہ آتا تھا نہ کسی بازار پر سن کا اندیشہ۔ آخر ایک نہایت ہی سخت خط آیا جو میں نے حضرت صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ پڑھا اور فرمایا کچھ دینا نہیں ہوتا۔ میں نے یہی الفاظ لکھ دیئے۔ اسی پر ایک مہینہ اور گزرا کہ ایک دن فرمایا۔ کتنے دن ہو گئے۔ پھر آپ ہی گئے لگے اور فرمایا۔ اچھا اب چلے جائیں۔ میں چلا گیا۔ اور کپور تھلہ پہنچ کر جسٹریٹ صاحب کے مکان پر گیا تاکہ معلوم کروں کہ فیصلہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ منشی جی! آپ کو مزاجی سے نہیں آنے دیا ہوتا۔ میں نے کہا کہ ہاں تو کہنے لگے کہ ان کا حکم مقدم ہے۔

(اصحاب احمد - ص ۵۸)

(۷)

✓ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی رضی اللہ عنہ کی آمد و رفت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس حضور کے دعویٰ سے پہلے سے تھی۔ آپ اور کپور تھلہ کے بعض صحابہ بکثرت حضور کے پاس آتے تھے یہ سب ابتدائی صحابہ میں سے تھے۔ ان میں سے کسی کے درخواست کرنے پر حضور دعویٰ سے پہلے کپور تھلہ بھی تشریف لے گئے تھے۔

✓ ایک دفعہ حضرت منشی صاحب نے حضرت ملک غلام فرید صاحب مفسر القرآن انگریزی کو سنایا کہ ایک دفعہ حضور نے اپنے خطوط کے جواب دینے پر مجھے مقرر فرمایا میں خلاصے تیار کر کے پیش کرتا اور جو جواب حضور دیتے تحریر کر دیتا۔ ایک خط پر لکھا تھا کہ اس کو حضور کے سوا کوئی نہ

کھوئے۔ وہ میں نے حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ اور دریافت کرتے پر یہ بات عرض کی تو حضور نے یہ خط واپس کر کے فرمادے کہ آپ اس سے پرہیز کریں۔

”ہم اور آپ کوئی دو نہیں“
یہ واقعہ بیان کر کے آپ رونے لگے۔ پڑے اور دو تے رو تے فرمایا۔ کہاں خدا کا پیارا مسیح اور کہاں یہ گنہگار۔ اور فراموش یہ کہ مجھے فرمایا۔ ”ہم اور آپ کوئی دو نہیں“ (اسی جامعہ جہاد طبع سوم ص ۵۲)
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کپڑوں کے ان جملہ بن کے متعلق ایک مکتوب میں رقم فرمایا کہ۔

”میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اس دنیا میں اور آخرت میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیشہ ساتھ ہوں گے۔“
(ابرکیم اکتوبر ۱۹۰۸ء)

— (۸) —

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت میاں عبداللہ صاحب ستوری بھی اس ہی عشق رکھتے تھے ایک دفعہ وہ قادیان آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے کوئی کام لے رہے تھے (۲)۔ جب ان کی چھٹی ختم ہو گئی اور انہوں نے حضور سے جانے کے لئے اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا کہ ابھی ٹھہر جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے مزید رخصت کے لئے درخواست۔ بھجوا دی۔ مگر حکم کی طرف سے جواب آیا کہ چھٹی نہیں مل سکتی۔ انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ابھی ٹھہرو۔ چنانچہ انہوں نے کچھ دیا کہ میں ابھی نہیں آسکتا۔ اس پر حکم نے انہیں ڈمس کر دیا چنانچہ حضرت اقدس کے ارشاد پر آپ چار یا چھ ماہ قادیان میں ٹھہرے رہے۔ پھر واپس گئے۔ تو حکم نے یہ سوال اٹھایا کہ جس افسر نے انہیں ڈمس کیا ہے اسے ڈمس کرنے کا حق نہیں تھا۔ چنانچہ ان کو اپنی ملازمت پر بحال کیا گیا اور قادیان میں گذرے گئے عرصہ کی تنخواہ بھی مل گئی۔

(احباب ص ۴۴۴ صفحہ ۸۶-۸۷)

ان کو ہوشیار پور کے چکے کے موقع پر حضرت کی خدمت کی توفیق ملی۔ سرخی کے نشان کے موقع پر آپ واحد گواہ تھے اور یہ نشان والی قمیص جو عرض کرتے یہ حضرت اقدسؑ نے ایک بشرط پر عنایت کی تھی۔ چنانچہ وہ پہنا کہ آپ کی تدفین میں آئی تھی۔

— (۹) —

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طالب علمی میں آتم کی پیشگرمی اور سورج چاند گرہن کی علامت ۱۸۹۴ء میں ظاہر ہونے امام مہدی کے پیدا ہونے کا ذکر کیا۔ تو آپ کائنات میں باکرہ رو کر دعائیں کرتے کہ اے خداوند کو آپ پائیں۔ آپ کی عمر اس وقت پندرہ سال کی تھی۔ ایک سال تک کے یہ راز کھول دیئے پر آپ کے والدین کو علم ہوا کہ آپ مسلمان ہیں یا اسلام کی طرف مائل ہیں۔ تو اپنا ٹھکانہ تبدیل کر لیا اور ان کو باہر جانے سے روکے رکھا اور کام نہ کرنے دیتے تھے۔ کیونکہ ایسا سامان ہوا کہ ایک اور مقام پر دورانِ احیم سیالکوٹ کے بزرگ حضرت حافظہ شاہ شاہ رضی اللہ عنہ کے عزیزان واسطہ پڑا۔ پھر آپ کی طرح ان کے پاس سیالکوٹ پہنچے حضرت اقدس علیہ السلام کی بعض کتب پڑھیں۔ نماز پڑھنے لگے۔ اور سید صاحب کے مشورہ سے قادیان کو روانہ ہوئے۔ یہ آج سے پچانوے سال پہلے ۱۸۹۵ء کی بات ہے کہ بلال میں کئی گھنٹے تک آپ کو کسی سے معلوم نہ ہوا کہ قادیان کہاں ہے۔ اور آپ سے کہا گیا کہ تھانہ سے معاملہ کریں۔ اتفاقاً قادیان کے ایک ایکہ دانے سے علم ہو کر آپ قادیان آئے۔ اسلام قبول کیا۔

تلاش کرتے کرتے آپ کے والد صاحب قادیان پہنچے اور خانقہ سے انہوں نے مشورہ کیا۔ آپ کی ڈاکٹر نے والد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بچے پیار اور تسلی دی اور کہا کہ آپ نے اپنی اطلاع نہیں دی۔ والدہ آپ کی جدائی کے غم سے آنکھوں سے مسند ہو گئی ہیں۔ اور بہن بھائی نڈھال میں ان سے مل آؤ تا انہیں تسلی ہو۔ تم نے جو کچھ کیا اچھا کیا جب تمہارے دل کو یہی پسند ہے تو کون روک سکتا ہے۔ خوش رہو اور جہاں چاہو رہو۔ نہ معلوم کس طرح احباب میں یہ خبر پھیل چکی تھی کہ بھائی جی کو ان کے والد صاحب اور بہنوں نے پکڑ لیا ہے۔ اور بہت سے احباب ڈاکٹر پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی گھر سے باہر نکل چکے تھے۔ میں والد صاحب کو حضور کے پاس لانے والا تھا۔ سو انہیں لایا اور دور سے بتایا کہ وہ یہاں حضرت صاحب ہیں۔ والد صاحب نے سلام کیا اور نذرانہ پیش کیا جو حضور نے قبول نہ فرمایا۔ اور نہایت

شفقت سے خیریت پوچھی۔ اور ان کی عرض پوچھی اور آدھ گھنٹہ تک گفتگو کر دی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے عید کی شہ جانی جی سے ان کی مرضی پوچھی۔ آپ نے عرض کی کہ حضور! میں دل سے مسلمان ہوں۔ اور حضور کی غلامی کی سعادت اللہ پاک نے مجھے محض اپنے عقلی سے بخش دی ہے۔ بیٹک والدین اور بہن بھائیوں کی محبت میرے دل میں بے حد ہے۔ مگر میں بھی جانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں نے اسلام کے متعلق کچھ نہیں سیکھا۔

اس پر حضور نے آپ کے والد صاحب کو بلا کر فرمایا کہ ابھی ہم عذر مانی کو آپ کے ساتھ نہیں بھیج سکتے۔ آپ کو فرصت ہو تو ہفتہ دو ہفتہ ان کے پاس ٹھہریں۔ ورنہ ان کی والدہ اور بہن بھائی جتنا عرصہ چاہیں یہاں ٹھہریں ان کے آمدورفت اور قیام کے اخراجات ہمارے ذمہ ہوں گے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پیغام بھائی جی کو بھیجا کہ آپ والد صاحب کے نام کی نقل ان کے دستخط سے بھجوا دیو۔ اور آپ ان کے ساتھ چلے جائیں یہ تحریر پڑھ کر بھائی جی کو رسواں نے اگھرا کہ وہ کسی طرف نکل جائیں کیونکہ ممکن ہے والد صاحب ان کو زندہ نہ چھوڑیں۔ پھر آپ عید گئی جا کہ چند لمحات کے لئے عید گئی میں پلے گئے۔ اور حضور گزر گئے اور اس سے امداد چاہی جس سے آپ کے دل پر سکینت نازل ہوئی۔ اور آپ نے فیصلہ کر لیا کہ آپ اپنے واقعات حکم کی تعمیل کریں گے خواہ جان بھی اس راز میں دینی پڑے۔

آپ کے والد صاحب حضور کی تحریر سے بھی زیادہ محکم حلیفہ بیان لکھ کر بھیجا۔ اور حضور نے بھائی جی کو جانے کا ارشاد فرمایا۔ نماز کے بعد حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جس علاقہ میں انہوں نے جانا ہے وہ غیر مسلموں سے گھر ہوا ہے اور بہت دور ہے۔ اگر حضور پسند فرمائیں تو بھائی جی عبدالمصمیم صاحب کو ان کے ساتھ بھیج دیا جائے تاکہ ان کی خبر خیریت پہنچتی رہے۔ اس دوران حضور نے نہایت جلال، شوکت اور رعب سے فرمایا کہ

”نہیں مولوی صاحب! میں نام

کے مسلمانوں کی خدمت نہیں۔ اگر ہمارے تو آجائے گا۔ ورنہ کوڑا کھائے گا۔ جس کے لئے سے کیا حاصل؟ آپ کے والد صاحب آپ کو ساتھ لے گئے اور خلاف معاہدہ آپ کو سب سے جدا کیا۔ نمازوں سے روکا۔ شفیق والد بھائی کی موت کی تمنا کرتے۔ محبت کرنے والے پسینہ کی جگہ خون بہانے والے بہن بھائی آپ کے منوں کے پیاسے ہو گئے۔ نا اچھوں کے والدین سے ہوتے ہوئے چھریوں اور گھبراہٹیں تک کے ملے ہوئے اور غم و تشدد کا کوئی طریق نہ تھا جو آٹھ نو ماہ تک نہ آیا گیا۔

کچھ عرصہ بعد ایک بزرگ حضرت مولوی غلام بخش صاحب جالندھری رضی اللہ عنہ کو بھائی جی کے حال معلوم کر کے گئے تھے۔ وہ بین میل پر ایک مسلمان کی لستی سے معلومات حاصل کر کے آئے والد صاحب اس وقت باہر جا چکے تھے بھائی جی کے دل میں گھر گئی ہوئی وہ باہر نکلے تو آؤرائی اور آپ نے دیکھا چاروں بیویوں صاحبہ میں سلام و جواب ہوا۔ اسلام کے متعلق اشارہ سے بتا دیا اور ذرا چلے گئے تھوڑی دیر بعد والد آئے اور انہوں نے کہا کہ کون مولوی آیا تھا۔ اور پھر کہا کہ اگر وہ آدھی دوڑا ہے مگر وہ آٹھ نو ماہ اور اس کو یہ تک جاتا کہ ہمارے گاؤں میں کسی سب سے آنے کا کیا مطلب؟

کچھ عرصہ بعد والد صاحب نے کسی نام کے لئے آپ کو بھجوا دیا۔ آپ سیالکوٹ اور پھر قادیان چلے آئے۔ پھر والد قادیان آئے اور خانقہ سے انہوں نے مشورہ کیا۔ اور پھر مضبوط جسم مسلمانوں کو لا کر آپ کو مسجد اقصیٰ سے پکڑ کر ایک پر لے جانے کی کوشش کی اور کئی کوششیں کر لیں لیکن وہ ناکام ہوئے۔ پھر ادنیٰ قسم کے طریق بھی والد صاحب نے پائے کچھ عرصہ بعد حضرت بھائی جی جی بی بی سے شدید بیمار ہوئے۔ ان کی والدہ صاحبہ اس وجہ سے آئیں کہ بی بی سے بھائی جی کا خط نہیں آیا تھا۔ انہوں نے آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کی خواہشیں اور وجہ خیر حضرت مولانا نور الدین صاحب سے انہوں نے ملاقات کی اور ان سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کی خبر گیری اور ہمدردی کے حالات سن کر جب حد شکر گزار ہوئے۔ حضرت انان جان رضی اللہ عنہ کی ملاقات سے والدہ صاحبہ ان کے اخلاق کی یاد کی شیدا ہوئیں اور انہوں نے

(باقی صفحہ پر)



طوبی احمد بنت رفیق احمد خان صاحب
مسکرا - یو۔ پی

واقفیتِ نو بہار

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی
کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف
کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

فہرستِ اول



اے آر ریاض الحسن ابن مکرم شفیق
احمد صاحب - حیدر آباد - تہہرا



محمد فاتح ابن مکرم مولوی عبدالمومن راشد
بھوٹاڑی



محمد احسن قیصر ابن مکرم مولوی محمد الیوب
ساجد صاحب - راجستھان



وحید احمد خان ابن عبدالرشید خان صاحب
سمور - یو۔ پی



عطاء الباری بنت ید عبد النقی صاحب
برہ پورہ - بہار



نبیل احمد ابن شکیل احمد صاحب طاہر
قادیان



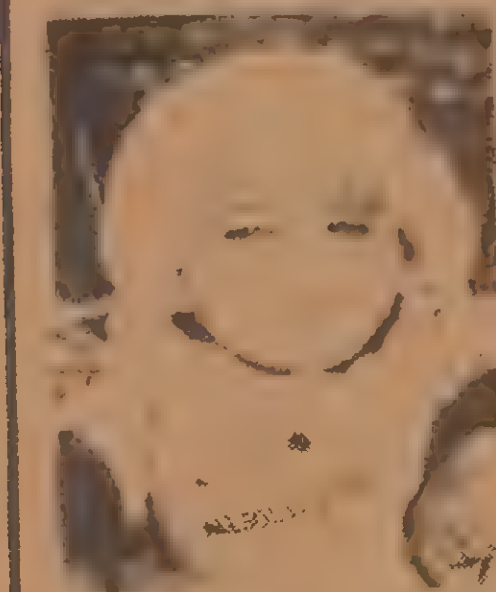
مصاحب احمد ابن مکرم رفیق احمد باورچی
قادیان



بُشری بنت مکرم بیار محمد صاحب
قادیان



ملیجہ احمد بنت مکرم ممتاز احمد صاحب
قادیان



رضوان احمد ظفر ابن مکرم ریحان احمد ظفر
قادیان



انصر احمد ابن مکرم منظور احمد صاحب گجراتی
قادیان



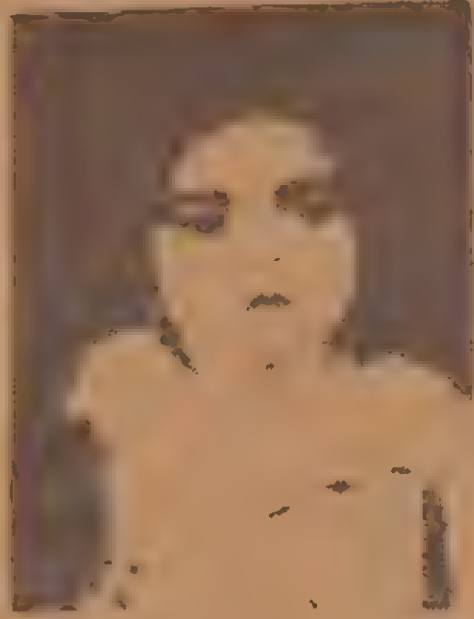
فاتحہ خلت بنت مکرم منیر احمد صاحب مالاباری
قادیان



مریمہ صدیقہ بنت الحاج منظور احمد ناصر
قادیان



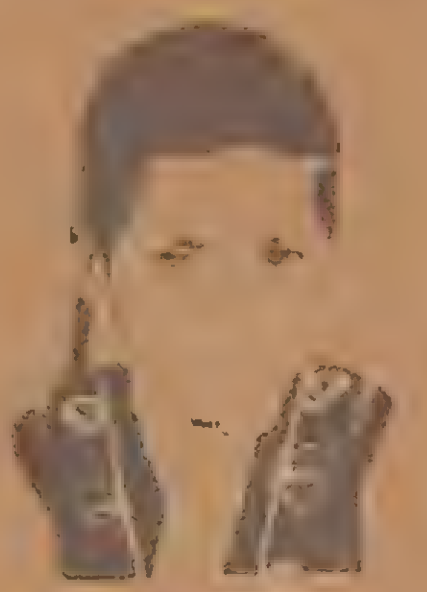
فروت نسرین نازنیت مکرم تیس احمد فانی
قادیان



سلمہ مد رخ بنت مکرم سید تنویر احمد صاحب
قادیان



محمد بدرا احمد ابن مکرم محمد حسن صاحب
قادیان



آصف احمد چیمہ ابن مکرم منصور احمد صاحب
قادیان



سارہ بنت عبد العزیز اختر صاحب
قادیان



اطہر احمد سیم ابن مکرم حافظ مظہر احمد طاہر
قادیان



محمد الرحمن فانی ابن مکرم محفوظ الرحمن صاحب
قادیان



محمد نصر غوری ابن مکرم مہدی غرافام صاحب
قادیان



مسعود احمد نیر ابن مستفیض احمد صاحب مروہی
قادیان



قدیہ فضیلت بنت مکرم سوہی فضل الدین صاحب
قادیان



طاہر احمد فضل - امۃ الصبور بنزد والد عبد المہدی خان صاحب
قادیان



خواجہ ابن المہدی ابن خواجہ بشیر احمد صاحب
قادیان



سید محی الدین فرید ابن سید فیروز الدین صاحب
قادیان



فریدہ مبارک بنت مکرم شمس الدین مبارک
قادیان



نیرہ نورین بنت مکرم عبد العزیز صاحب اصغر
قادیان



عطیاء الحفیظ عثمان ابن مکرم دراور خان صاحب
قادیان

اسیرانِ راہ مولائی و سیرانِ راہ

انور محترم شیخ ناصر احمد صاحب
سوشل ریلیٹڈ

آج کے موضوع کی نسبت سے اسیرانِ راہ مولائی وہ خوش نصیب وجود ہیں جو محض اس وجہ سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں کہ انہوں نے یہ عمل نہ کیا۔ **لَا تَزْنَا** سَمِعْنَا مِّنْ دُونِیْنَا رِیْحًا یَلْقَیْنَا سَفَا مَنَّا۔ کہ اسے ہمارے رب ایمان کی طرف بلانے والے ایک منادی کی آواز کو ہم نے سنا اور ہم ایمان لے آئے۔ چوبیس برس سے زائد عرصہ سے پاکستان میں ایک جابر آمر کی طرف سے جاری کیے جانے والے ایک منحوس اور قبیح آرڈینینس کی رو سے منادی **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** ایمان لانا جرم قرار دیا گیا ہے۔ حیرت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے امام مہدی کو میرا سلام پہنچاؤ خواہ تمہیں اس تک پہنچنے کے لیے برف سے لڑی ہوئی پہاڑی چوٹیوں کو سر کرنا پڑے۔ لیکن ایک اسلامی کہلانے والے ملک کا آمر اسلام ہی کے مقدس نام پر امام مہدی کی آواز پر لبیک کہنے کو جرم قرار دیتا اور ایسے خوش نصیب مجرموں کے لیے سخت سزائیں تجویز کرتا ہے آج کی محفل میں ایسے ہی کچھ مجرموں کا تذکرہ ہو گا جن کی تعداد سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں تک جا پہنچی ہے۔ اسیرانِ راہ مولائی کی فہرست میں ایسے احمدی افراد کو بھی عمومی رنگ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ جنہیں کچھ وقت کے لیے شدید اذیت پہنچائی گئی۔ ذہنی اور نفسیاتی تشدد کا شکار بنایا گیا اور مضحکہ خیز وجوہات کی بناء پر ان پر مظالم ڈھائے گئے ایک اخبار کی رپورٹ کے مطابق صرف اگست ۱۹۸۸ء تک ۳۱۱ احمدیوں پر آرڈیننس کی بناء پر مقدمے بنائے گئے۔ یہ قریباً قریباً وہ عرصہ ہے جب کہ پاکستان کا آمر زندہ تھا۔ ۱۹۸۷ء تا ۱۹۸۸ء کے صرف بارہ مہینوں میں ایک ہزار ساڑھے تیس احمدی مختلف وجوہات کی بناء

پر قید کر دیے گئے۔ وہ سنگین جرائم پر ہیں۔ اپنے آپ کو مسلمان کہتے۔ کلمہ طیبہ کے الفاظ کا لکھنا یا اس کا بیچ لگانا۔ ہتھیار تقسیم کرنا۔ اذان دینا۔ کسی کو سلام علیکم کہنا وغیرہ۔ اختصار کے ساتھ احمدیوں کی حقوق تلفی۔ زبان بندی۔ ان پر مذہبی پابندی اور ان پر معمولات کے پہاڑ توڑے جانے کی چند مثالیں پیش ہیں۔
(۱)۔ مندی بہادر الدین میں ایک احمدی نے سٹیشنری کی ایک دکان خرید لی۔ جس میں پہلے مالک نے تختی پر **بِیَاتُحِیْیَہُ** کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ چونکہ یہ دو الفاظ قرآن کریم میں بھی آتے ہیں۔ اس لیے اس احمدی دکاندار پر نمبر بیس ۷۷۷ کے ماتحت مقدمہ چلا یا گیا۔
(۲)۔ ایک جگہ قبرستان میں ایک فوت شدہ احمدی کے کتبہ پر سا لہا سال قبل سے ایک لفظ لکھا ہوا تھا۔ جو ملاؤں کی نظر میں اس وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرا کہ وہ لفظ مسلمان بھی استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ اس احمدی کے رشتہ داروں کو اس جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔
(۳)۔ اسلام آباد میں ایک احمدی گھرانہ کے سات افراد پر مقدمہ چلا یا گیا۔ ان سے یہ سنگین جرم سرزد ہوا تھا کہ شادی کے دعوت نامہ پر انہوں نے **بِسْمِ اللّٰہِ** و **السلام علیکم** اور **اِنْشَاء اللّٰہِ** کے الفاظ لکھے تھے۔
(۴)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم راہ جاتے ہوئے ہر شخص کو سلام کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہیں۔ بالفاظ دیگر سلام کا تحفہ ہر شخص کو دو بغیر اس استثناء کے کہ وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ خدا پر ایمان لاتا ہے یا نہیں۔ لیکن پاکستان میں ایک مرتبہ انہیں بلکہ سینکڑوں مرتبہ احمدیوں پر محض اس وجہ سے اسی منحوس (غیر مسلم) کے نام کے تحت مقدمہ چلا یا گیا۔ اور سزائیں دی گئیں۔ کیونکہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں راہ گزر لوگوں کو السلام علیکم کا تحفہ پیش کیا۔
(۵)۔ سرگودھا کے ایک احمدی عبدالشکور صاحب پر دو سال سے زائد عرصہ تک ایک مقدمہ چل رہا۔ اور بالآخر ۱۹۸۹ء کو سٹی ججسٹریٹ نے انہیں دو سال قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا اس جرم پر دی کہ ان کی زبان پر قرآنی آیات لکھی ہوئی تھیں۔
(۶)۔ احمدیوں پر ظلم کا ایک طریق یہ بھی نکالا گیا ہے۔ کہ ان پر چلائے جانے والے مقدمات کو بلا وجہ طول دیا جاتا ہے۔ تاریخ پر تاریخ ڈال دی جاتی ہے۔ اور اس طرح ضیاع وقت کے علاوہ حد درجہ ذہنی کوفت اور نفسیاتی بوجھ ڈالا جاتا ہے کہ تا احمدیوں کی ہمت ٹوٹے۔ ان سے صبر کا یہ پیمانہ لبریز ہو جائے اور ان کا ایمان کمزور پڑ جائے۔ اس قلبی اذیت کی ایک شرمناک مثال یہ ہے کہ ۲۳ فروری ۱۹۸۵ء کو یمنی ساڑھے پانچ برس قبل میکسیکو کے ایک احمدی محمد احمد شمس صاحب پر ایک مقدمہ چلا یا گیا۔ جرم یہ تھا کہ انہوں نے نماز ادا کی۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کی۔ اور لا اِلهَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رسول اللہ۔ کا بیچ لکھا یا۔ ظالم عدالت تاریخ پر تاریخ ڈالتی گئی اور پانچ سال کے لیے کرب و اضطراب میں گزارنے کے لیے اس اسیر راہ مولائی کو اس کے جرم عظیم کی پاداش میں ایک سال قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی

سزا دی۔
(۷)۔ احمدیوں کے خلاف (غیر مسلم) کے نام کی عجیب و غریب تاویلیں کی جاتی ہیں اور اسے توڑ مروڑ کر احمدیوں پر مظالم ڈھانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ کئی احمدی کی کوڑا حرکت جس کے نتیجے میں کوئی ملایا سمجھ کر اس کے مذہبی جذبات ٹھوڑے ہوئے ہیں اس احمدی کو سزا کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اگر وہ اپنے گمراہ اپنے امام کے خلیفہ جبریل کی کیسٹ کو تو یہ بات بھی تلا کے مذہبی جذبات کو مجروح کرتی اور احمدی کو سزا دلاتی ہے۔ چنانچہ کوٹ مومن ضلع نسرگودھا میں ایک احمدی کے گھر کی چار دیواریں الٹ دی اور اپنے چند غیر احمدی دوستوں کو اخبار نویسوں۔ اساتذہ۔ لوگوں کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ علیہ السلام کی ایک سوال و جواب کی ویڈیو کیسٹ دیکھ رہے تھے۔ اس جرم کی بناء پر ایک قلعہ کے شور شرابہ کے نتیجے میں نو احمدی افراد کو زیر حراست لے لیا گیا۔ ضمانت کی درخواست کر دی گئی۔ اور انہیں حوالات میں ڈال دیا گیا۔ اس طرح یہ محصوم بھی اسیرانِ راہ مولائی کی قطار میں شامل ہو گئے۔
(۸)۔ لطف ذرا بات یہ ہے کہ اگر کوئی احمدی کچھ نہ بھی کرے تب بھی پاکستان کے تلا کے ذریعہ جذبات مجروح ہو جاتے ہیں پولیس کو شکایت کی جاتی ہے۔ فلاں احمدی نے تبلیغ کی ہے۔ اور پھر تقسیم کیا ہے۔ اسلام علیکم کہا ہے وغیرہ۔ حالانکہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہوتا۔ اس پر پولیس معصوم کو پکڑ لیتی ہے اور پہنچا کام یہ ہوتا ہے کہ اسے کچھ عرصہ کے لیے حوالات میں ڈال دیا جاتا ہے۔ صرف مردوں پر ہی نہیں احمدی عورتوں پر بھی اس رنگ میں ظلم ڈھایا جاتا ہے۔ چنانچہ گجرات کے ایک سکول میں ایک لائق۔ ہر دین عزیز اور مخلص احمدی خاتون محترمہ صفیری بی بی تھیں۔ جو سکول میں بطور دستیاری کام کرتی تھیں۔ ان کے ایک اخلاق اور قابلیت سے سکول

کا میرا اندر ہی شاف بھی تھا۔
ان پر ۱۳ نومبر ۱۹۸۹ء کو ایک سن
گھڑت الزام لگا کر گرفتار کر لیا گیا
حاصل سکول سے تھیں ہو کر پولیس سے
کہا کہ یہ تو بالکل بے گناہ ہیں انہیں
کیونکر گرفتار کیا جا رہا ہے۔ لیکن
پولیس نے ایک مذہبی - کیونکہ
نفلوں کا اثر بہت تھا۔ صرف ایک
تھوڑے دیر کی بات کو سنا اور
ایک معمول خاتون کو گرفتار کر لیا
گیا۔

(۱۱) :- جماعت احمدیہ کے مورخ
میر تقی محمد صاحب
گو جرنالہ میں ایک جلسہ میں شرکت
کے لئے تشریف لے گئے۔ جلسہ
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام
لیکن یہ بات کہ احمدی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریر کریں
نفلوں کے مذہبی جذبات کو جھرجھ
کے لئے کافی سے زیادہ تھی۔
جلسہ کی روک دیا گیا۔ کوئی تقریر نہ
ہوئی۔ لیکن اس کے باوجود کرم
مولانا دوست محمد شاہ صاحب کو
سہ آٹھ ساتھیوں کے تقریر کرنے
کی نیت کے الزام میں گرفتار کر لیا
گیا۔ اور ایڈیشنل سیشن جج
گو جرنالہ نے انہیں دو دو سال
قید یا مشقت اور دو دو ہزار
روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ یاد
رہے کہ یہ سزا تقریر کرنے کے
جرم پر نہ تھی۔ بلکہ تقریر نہ کرنے
کے جرم پر تھی۔

میر تقی محمد صاحب کہیں بے قہور ہو
اور اس پر طرہ یہ کہ سزا
بھی قید یا مشقت۔ عجب استعجال
ہے۔ بے قانونی قانون کا۔ عجب
استعجال ہے۔ طاقت کا۔
پتہ جٹ کٹورا لہجہ
پانی پی پی آ پھر یا۔

(۱۲) :- ایک احمدی دہلی
کرم بھانگیر محمد نبوی صاحب امیر
جماعت احمدیہ خوشاب کے
خلاف کلمہ پڑھنے اور کلمہ کا بیج
لگانے کے جرم میں ۷ مارچ ۱۹۸۹ء
کو مقدمہ درج کیا گیا۔
نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوت
کو شکایت پر انہیں متعدد
بار شاہ پور جیل میں ڈال دیا
گیا۔ جب ضمانت نہیں نام منظور
ہوئی تو اپیل ہائی کورٹ پنجاب
لیں گئی۔ لاہور ہائی کورٹ کے

ایک جج طارق تراز صاحب نے
اپیل سننے پر کہا۔ کہ کلمہ کے
استعمال کا جرم تو ایسا سنگین
ہے کہ یہ نئے قانون مدہ قانون
رسول کے تحت آتا ہے۔ بالفاظ
دیگر اس کی سزا موت ہے۔
ایک غلط میں جہانگیر جویا صاحب
رسم طراز ہیں۔

کلمہ کے جرم کی سزا کے لئے
۷ جولائی ۱۹۸۹ء کو غلط نمونہ
سے سات مزید احمدی اسی جیل
میں لائے گئے ہیں۔ پولیس انسپکٹر
عبد الحمید خاں نیاز نے کلمہ
کے ان اسیران راہ مولیٰ کو
بہت تردد کو بکھا۔ ایک معمر
احمدی قیدی کو بھی بہت مارا۔
اور بار بار زمین پر گر لایا۔ ایک
کم عمر احمدی بچہ بشر احمد جس کی
عمر ۱۳ برس ہے۔ وہ بھی ان
قیدیوں میں شامل ہے۔ وہ
بھی پولیس انسپکٹر کی غلامانہ
اور سنگدلانہ کارروائیوں سے
نہ بچ سکا۔

کرم بھانگیر محمد جویا صاحب کو
قریباً ۱۲ سال بعد ۱۹ مارچ
۱۹۹۰ء کو اسٹیشن کمشنر
نے دو سال قید یا مشقت کی
سزا سنائی۔

(۱۳) :- میں بچہ بشر احمد کا
ابھی ذکر آیا ہے وہ جیل سے
لکھتا ہے کہ جب خوشاب کی
جماعت نے مسجد کی پیشانی پر
پانچویں مرتبہ کلمہ کے الفاظ
پینٹ کئے۔ تو خدام الاحمدیہ
کے ساتھ میں نے بھی پہرہ کی
غرض سے رات مسجد میں
گزاری۔ مسجد کا دروازہ بند کر
کے ہم اندر سونے چلے گئے تو
سٹی مجسٹریٹ پولیس کی ایک
بھاری جمعیت کے ساتھ مسجد
میں پہنچا۔ ایک پولیس مین
سیرنگ کے ذریعہ مسجد کی سیرنگ
ذیلیں پر چڑھ کر صحن میں اتر
آیا۔ اور اس طرح غیر قانونی
طور پر ایک غیر مذہبی داخل
ہوا۔ اس نے میرے ہاتھ اٹھا
کر میری مکر کے ساتھ اس قدر
ضرب سے بازو دے دیے جیسے کہ
میں نے کوئی جرم غلط کیا ہو۔
مجسٹریٹ نے مجھے زور سے
دو دفعہ مارے۔ ایک سپاہی نے

مجھے باہر لا کر یہی سلوک میرے
ساتھ کیا۔ اور یہ سب کچھ سٹی
مجسٹریٹ کی ہدایت کی تعمیل
میں تھا۔ میرے دوسرے ساتھی
کے ہاتھ بھی کھرت بازو دے دیے
گئے۔ ایک سپاہی نے کلمہ کے
سپاہی کلمہ کے الفاظ پر پھیر دی
اور الزام اور رسول کا نام سنا
دیا۔ ہم پانچ افراد کو پولیس کی
گٹاری میں تھانہ لے جایا گیا۔ جہاں
مجھے مزید مارا پیٹا گیا۔ گویا کہ میں
ہی سب سے سنگین مجرم تھا۔
اس وقت شاہ پور کی جیل میں
نواحی قیدی کلمہ کے جرم میں
بٹھے ہیں۔ اسے جرائم شایع
یہ ہوں کہ ہم پانچ مرتبہ نماز
باجاماعت اور نماز تہجد ادا کرتے
ہیں۔

(۱۴) :- جیر کوٹ شانی۔ گوہران
والہ کے ایک احمدی اسیر راہ
مولا جیل سے لکھتے ہیں :-

مولویوں نے مجھ پر ایک جھوٹا
مقدمہ اس الزام کی بناء پر کر دیا
ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خاطر میں اپنی
جان - اپنا مال - اپنی اولاد اور
سب کو قربان کرنے کو تیار ہوں
کی نذر بالائے ہتک کی ہے۔ اس پر
مجھ جیل میں بھجوا دیا گیا۔ چونکہ میں
جیل میں بھی باقاعدہ نماز ادا
کرتا ہوں اور قرآن کریم کی تلاوت
کرتا ہوں۔ اور چونکہ مولویوں نے
دوسرے قیدیوں کے پاس ہاتھ
انہیں میرے خلاف اٹکایا کہ
میں نے ابھی تک نماز کیوں ترک
نہیں کی۔ اس لئے مولویوں کے
زور دینے پر مجھے سزائے موت
دلوں کی کوٹھڑی میں بند کر
دیا گیا۔ میں نے اس حالت میں
بھی نہ نماز ترک کی۔ اور نہ ہی
قرآن کریم کی بلند آواز چھوڑی
تلاوت۔ میرے قریب بعض
قیدیوں نے داروغہ کے پاس
احتجاج کیا کہ کیوں ایک نیک
اور معصوم شخص کو سزائے موت
دلوں کی کوٹھڑی میں بند کر دیا
گیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ
مجھے وہاں سے باہر نکال جائے۔
۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو معائنہ
دیکرین کو حضرت خلیفۃ المسیح
الرابع نے وہ تاریخی چیلنج مبادلہ

دیا جس کا ایک درخشندہ نتیجہ
دو مہینہ کے بعد ہی پاکستان کے
جابر آمر کی ہلاکت کی صورت میں
ظاہر ہوا۔ خدا تعالیٰ کی عدالت
میں مقدمہ پیش کرنے کی دعوت
کے عسلان کو جرم قرار دیا
گیا اور مبادلہ کا چیلنج تقسیم کرنے
والے احمدیوں کی گرفتاریاں شروع
ہو گئیں۔

(۱۵) :- ایک امیر راہ مولیٰ
کرم صباح الدین صاحب سمریال
سیالکوٹ سے لکھتے ہیں :-

مجھے ۸ جولائی ۱۹۸۹ء کی رات کو
دخل بے مبادلہ پنڈت تقسیم کرنے کے الزام
پر گرفتار کر لیا گیا۔ انسپکٹر پولیس نے
مکہ میں موجود سپاہیوں کو حکم دیا کہ
میرے کپڑے اتار کر مجھے پھینکا جائے
جس پر چھ سپاہی مجھ پر ٹوٹ
پڑے میری شلو اور اتار کر مجھے زمین
پر لٹا دیا گیا۔ پولیس کے چار افراد
نے میرا منہ فرش کی طرف موڑ کر میرے
پاؤں اور بازوؤں کو پکڑا اور پوری
طرح قابو میں کر لیا۔ پانچواں مجھ پر
سوار ہو گیا۔ جیسے نے چترہ کی بیٹی
سے مجھے پیشا شروع کر دیا۔ جس
طرح کہ شدید جھرمٹ کو زبرد کو بکھا جاتا
ہے۔ میرے جسم کے اعضاء کو سپاہیوں
اس شدت کے ساتھ جکڑ رکھا تھا۔ کہ مار
پیٹ کے باوجود ان میں کوئی حرکت نہ
ہوتی تھی۔ وہ مارتے رہے اور مارا
دقت حضرت صاحب کو گالیاں دیتے
رہے۔ میں نے قرآنی آیت پڑھنی شروع
کر دی۔ مکتبہ آفسر نے عیناً صابراً
و ثباتاً اَقْرَأْنَا ذَا الصُّلَّةِ اَعْلٰی
اَلْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ (۱۵۲)

اے ہمارے رب میں زیادہ
سے زیادہ صبر کی توفیق عطا فرما اور
ہمارے پاؤں کو ثبات دے اور
کافروں کے مقابلہ میں ہماری نصرت
فرما۔

جب ایذا دہی میری قوت
برداشت سے تجاوز کر گئی تو میں
نے لیکارا۔ "اللہ - اللہ" اس
پر پولیس والے مزید سیخ پا
ہوئے۔ انہوں نے میرے جسم
کو زور سے جھجھوڑا اور لٹلے۔
ہے۔ تم تو کافر ہو۔ تم نے
اللہ کا نام لینے کی جسرات کیں
طرح کی؟

(باقی آئندہ)



تعالیٰ دو قدرت میں دھلا کر
سے تانیا لگوں کی دو جھوٹ
خوشیوں کو پامال کر کے
دھلا دے۔ سوا ب ممکن
نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی
قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔

اس لئے تم میری اس بات سے
جو میں نے تمہارے پاس بیان
کی غلگن مت ہو اور تمہارے
دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ
تمہارے لئے دوسری قدرت
کا بھی دیکھنا ضروری ہے
اور اس کا آنا تمہارے لئے
بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے
جس کا سلسلہ قیامت تک

منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ
دوسری قدرت نہیں آسکتی
جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن
میں جب جاؤں گا تو پھر خدا

اس دوسری قدرت کو تمہارے
لئے بھیجے گا جو ہمیشہ تمہارے
ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا
کا براہین احمدیہ میں وعدہ

ہے۔ اور وہ وعدہ میری
ذات کی نسبت نہیں ہے
بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔

جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں
اس جماعت کو جو تیرے پیرو
میں قیامت تک دوسروں پر

غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے
کہ تم پر میری جدائی کا دن
آوے تا بعد اس کے وہ دن

آوے جو دائمی وعدہ کا دن
ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں
کا سچا اور وفادار اور صادق

خدا ہے وہ سب کچھ ہمیں
دکھلائیگا جس کا اس نے
وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ

دن دنیا کے آخری دن ہیں
اور بہت بلائیں ہیں جن کے
نزول کا وقت ہے پر ضرور

ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب
تک وہ تمام باتیں پوری نہ
ہو جائیں جن کی خدا نے خبر

دی۔ میں خدا کی طرف سے
ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر

قدرت ظاہر کرتا ہوں اور
گرتی ہوئی جماعت کو سنبھالنے
لیتا ہے۔ پس وہ جو آخر تک
مصر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس
معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت
ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا جبکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت
ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔
اور بہت سے باور نشین نادان
مزند ہو گئے اور صحابہ بھی مائے

انہی بحکم و حکم احمد صاحب چیمہ مشنری گلاسگو سکاٹ لینڈ

غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔
تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر
صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ
اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور

اسلام کو نابود ہوتے ہوئے
تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا
کیا جو فرمایا تھا وَلَيَكُنَّ لَكَ
لَقَمٌ وَفِيكُمْ آيَةٌ

اِنْ تَصُومُوا لَكُمْ لَظَمٌ وَلَيَكُنَّ لَكَ
قَمٌ كَبَدٌ خَوْفُهُمْ اَقْدَمُ۔
یعنی خوف کے بعد پھر تم ان
کے پیرو جمادیں گے۔ ایسا ہی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت
میں ہوا جب کہ حضرت موسیٰ
مصر اور کنعان کی راہ میں

پہلے اس سے جو بنی اسرائیل
کو وعدہ کے موافق مندرج
مقصود تک پہنچا دیں فوت

ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان
کے مرنے سے ایک بڑا غم برپا
ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا

ہے کہ بنی اسرائیل اس بے
وقت موت کے صدمہ سے اور
حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی

سے پالیس دن تک روتے رہے۔
ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب

کے واقعہ کے وقت تمام حواری
ترترتر ہو گئے اور ایک ان میں
سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو واجب کہ قدیم
سنت اللہ علیہ ہے کہ خدا

رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء
ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین
پر پوری ہو جائے اور اُس کا
مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی
طرح خدا تعالیٰ قومی نشاںوں
کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر
کر دیتا ہے اور جس راستبازی
کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے
ہیں اُس کی خیم ریزی اُنہیں
کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن

اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ
سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت
میں ان کو وفات دے کر جو

بظاہر ایک ناکامی کا خوف
اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں
کو ہشی اور شے اور حسن اور

تشبیح کا موقع دے دیتا ہے۔
اور جب وہ ہشی ٹھٹھا کر چکے
ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی

قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے
اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے
ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی

قدرت نامہ رہ گئے تھے اپنے
کمال کو پہنچتے ہیں۔
غرض دو قسم کی قدرت ظاہر

کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں
کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا
ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے

ایسے وقت میں جب نبی کی
وفات کے بعد مشکلات کا
سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور

دشمن زور میں آجاتے ہیں
اور خیال کرتے ہیں کہ اب
کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے

ہیں کہ اب یہ جماعت نابود
ہو جائے گی اور خود جماعت
کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے

ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ
جاتی ہیں اور کئی بد قسمت
مرتد ہونے کی راہیں اختیار

کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ
دوسری مرتبہ اپنی زبردست

۲۶ مئی کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ
میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس
دن خدا تعالیٰ کے موعود مسیح حضرت مرزا

غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا
وصال ہوا۔ اور قدرت ثانیہ کے رنگ
میں خلافت کا نظام عمل میں آیا۔ اور

مومنین احمدیت نے بالاتفاق حضرت
الحاج مولانا نور الدین کو حضرت مسیح
موعود علیہ السلام کے جانشین کے رنگ

میں اپنا امام اور خلیفہ تسلیم کر لیا۔ پہلا
یہ دن فرزندان احمدیت کے لئے انتہائی
غم اور پریشانی کا دن تھا۔ خلافت

کے قیام کے ساتھ ہی وہ غلگنی وہ
پریشانی ایک خوشی کے رنگ میں بدل
گئی۔ اور دوسری طرف جہاں دشمنان

احمدیت کے لئے حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے وصال کا دن انتہائی
خوشی کا دن تھا۔ وہ یہ خیال کرتے

تھے کہ اب یہ جماعت ختم ہو جائے
گی۔ اب اس کا شیرازہ بکھر جائے
گا۔ نیت و نابود ہو جائے گی۔ اور

ناکامی کی راہ دیکھ گئی۔ خلافت کے
قیام کے ساتھ ہی ان کی یہ ساری
امیدیں یہ ساری خوشیاں یہ جھوٹی

تسلیم دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گئیں
یہ داستان جو حضرت مسیح موعود علیہ
السلام کے وصال کے وقت ڈھرائی

گئی یہ کوئی نئی داستان نہیں تھی
بلکہ یہی داستان حضرت موسیٰ علیہ
السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اور سب سے بڑھ کر تاملے پیالے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال
مبارک پر بھی ڈھرائی گئی۔ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت
میں تحریر فرماتے ہیں:-
میرے خدا تعالیٰ کی سنت ہے

اور جب سے کہ اس نے انسان کو
زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت

کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے
نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا

ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔
جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔
لَقَدْ كَفَرَ اللَّهُ وَلَا يَخْلُقُ

أَنَّا وَرَسُولُ اللَّهِ۔ اور غلبہ
سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ

کے انتظار میں آگئے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں آگئے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ انجی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ کھڑی آجائے گی۔

سو آج سے بیاسی سال قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے سب وعدہ آسمان سے دوسری قدرت کا نزول فرمایا۔ تا اس پیچ کی جو خود اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں بویا گیا آبیاری کرنا چلا جائے اور وہ بیج بڑھتا اور پھولتا چلا جائے۔ آج تاریخ احمدیت اس بات کی گواہ ہے کہ جس ہاتھ نے ہی اس بیج کو اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی وہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ ایک صدی پر محیط اس طویل عرصہ میں بے شمار ایسے مواقع آئے کہ احمدیت کو اس صفحہ ہستی سے مٹا دینے اور نیست و نابود کر دینے کی سر توڑ کوششیں کی گئیں لیکن زمانہ اس بات کا گواہ ہے ان دشمنان احمدیت کی ہر کوشش ہر منصوبہ ناکام و ناکارہ لوٹا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایسے موقع پر اپنے خلفاء کے ذریعہ پہلے سے بڑھ کر ترقیات عطا فرمائیں اور جماعت ایک نئے رنگ اور نولہ کے ساتھ دنیا کے سامنے آجھری۔ مسیح موعود علیہ السلام کا وہ بات کہ

دوسری سرشت میں ناکارہ کا خمیر نہیں ہر مخالفت کی آندھی کے وقت ایک معجزانہ رنگ میں پوری ہوئی۔ احمدیت کے بانہر کی دنیا بھر سے اسے خوب محسوس کیا کہ خدا کے نزول کے ساتھ ٹکر لہنا آسان بات نہیں۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے خواہ کوئی اسے تسلیم کرے یا نہ کرے کہ احمدیت کو مٹانے کے لئے جتنے فتنے بھجے گئے خواہ وہ اندرونی تھے یا بیرونی تھے۔ خواہ وہ بالی سلسلہ احمدیہ کے وقت آئے تھے یا وہ خلافت قدرت ثانیہ کے دور میں آجھریے

انکا انجام اچھا نہ ہوا۔ لیکن احمدیت کی آواز پھیلی جلی گئی یہاں تک کہ روئے ارض پر کوئی ایسا اہم جگہ باقی نہ رہی جس پر خدا کے موعود مسیح کی آواز نہ سنائی دے رہی ہو۔

پس یہ جان لیں کہ خلافت کا قیام ہی اسلام کی ترقیات کا راز ہے۔ خلافت کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ خلافت ایک تعویذ ہے۔ خلافت خدا کی طرف سے ایک مضبوط رسی ہے۔ خلافت مومنوں کے لئے ان کے خدا کی طرف سے ایک بہت بڑا انعام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا تھا۔

آج میں جماعت کو مٹانے کی یہ کوشش کر رہے ہیں لیکن آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل یہی جماعت سینکڑوں گنا بڑھ کر ابھرے گی اور چھوٹے چھوٹے ممالک وہم بھی نہیں کر سکیں گے کہ ہم اکیلے اس جماعت کے اوپر حملہ کرنے کا بھی خیال کر سکتے ہیں۔ اگلی نسلیں جو مخالفتیں دیکھیں گی وہ بڑی بڑی حکومتوں کے اجتماع کی مخالفتیں ہوں گی۔ یہ چھوٹی چھوٹی چند حکومتیں مل کر جن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جو دنیا سے ٹنگ کر پلتی ہیں اور آریزہ میں محتاجی رکھتی ہیں اور خدا نے جو حقوڑا ہت دیا ہے اسی پر تکیہ کرنا یہ عالم ہو گیا ہے کہ خدا کی جماعتوں سے ٹکر لینے کی سوچ رہی ہیں۔ پس یہ دور مٹنے والا دور ہے۔

آئندہ بھی مخالفت ضرور ہوگی اس سے کوئی انکار نہیں ہے کیونکہ جماعت کی تقدیر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ دشمنی راستوں سے گزرے اور ترقیات کے بعد نئی ترقیات کی منازل میں داخل ہو۔ یہ مشکلات ہی ہیں جو جماعت کی زندگی کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ اس مخالفت کے بعد جو وسیع پیمانے پر اگلی مخالفت نیچے نظر آ رہی ہے وہ ایک دو حکومتوں کا قصہ نہیں اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے سفدر میں بھی ٹکے دی جائے گی۔

مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں رکھنا۔ مجھ سے بھی انتساب خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا اور جو بھی اس کے مقابل کھڑا ہوگا وہ ہرا ہوا یا چھوٹا ہو ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا۔ کیونکہ ایسا خلیفہ صرف اس لئے کھڑا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت کو پورا کرے کہ خلافت اسلامیہ ہمیشہ قائم رہے۔

خلافت حقہ اسلامیہ صحت پھر فرمایا:۔
میں میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا

ہو جائے گا تو۔۔۔ اگر دنیا کی حالتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ (خلافت حقہ اسلامیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا:۔
میں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت و صبر کے مظاہر کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہیں رکھنا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے ان کے نشان مٹا دے گا۔ جماعت احمدیہ نے بہر حال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہر حال بدل نہیں سکتی۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ عنہ بنصرہ الغریز فرمودہ ۲۹/۸۸ بر موعود پہلا دور میں اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ)

اعلان نکاح

عزیز کرم مبشر احمد ابن کرم مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل وکیل مرحوم کا نکاح امۃ الانیس بنت کرم منیر احمد صاحب محب شیر صدر جماعت احمدیہ لونا کے ساتھ بوجہ حق ہر پچیس ہزار روپے (۲۵۰۰۰) پر محترم محمد رفعت اللہ صاحب غوری نے ۱۶ جولائی ۱۹۹۰ء تمام پوزا پڑھا۔ اس خوشی میں کرم مبشر احمد صاحب نے اعانت بدریں ۵۵ روپے بھجوائے ہیں۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے یہ رشتہ بابرکت اور مٹم بہ ثمرات حسنہ بنائے۔ محمد ادریس احمدی یادگیر

تقریب رخصتانہ

سورخہ ۲۲/۲۳ اخاد (اکتوبر) ۱۹۹۰ء بروز سوموار بعد نماز عصر عزیزہ مسرت مبارکہ بنت کرم عبد العظیم صاحب درویش قادیان کی رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے اجتماعی دعا کروائی۔ (جن کا نکاح قبل ازیں کرم جمیل احمد صاحب بیٹی ابن کرم منیر احمد صاحب بھٹی مرحوم آف کلکتہ کے ساتھ ہو چکا تھا) بعد ازاں امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان نے اجتماعی دعا کروائی۔ (۲)۔ سورخہ ۲۳/۲۴ اخاد (اکتوبر) ۱۹۹۰ء بروز منگل کو بعد نماز عصر عزیزہ سیدہ خوشنودہ بیگم بنت کرم سید بشیر الدین احمد صاحب قادیان کی رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ (۱)۔ رجب کا نکاح قبل ازیں کرم عقیل احمد صاحب بھٹی ابن کرم چوہدری منیر احمد صاحب بھٹی مرحوم آف کلکتہ کے ساتھ ہو چکا تھا) چنانچہ مسجد مبارک قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے اجتماعی دعا کروائی بعد ازاں امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان نے اجتماعی دعا کروائی۔ (۱)۔ اباب سے ہر دو رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعائیہ دعا ہوئی۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر معمولی حسن سلوک

انہی محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہید ماسٹر ماسٹر احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیٰ

آلہ وسلم کی بعثت ایسے دور میں ہوئی جس کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا ظہور الفساد فی السبوت والنبوت (الروم: ۴۱) کہ خشکی و تری پر فساد غالب تھا۔ اور دنیا کے ہر خطے میں ابتری و خرابی، بد امنی و بے چینی روز افزوں تھی۔ تب اس ظلمت کدہ عالم کو بقعہ نور بنانے، مکالم اخلاق کی تکمیل اور صحیح انسانیت کے قیام کے لئے خالق رب العالمین نے انسانی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل شریعت دیکر اس کا علی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کی غرض سے مبعوث فرمایا۔ آپ کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے اِنَّكَ لَعَلٰی خَلْقٍ عَظِيْمٍ (القلم: ۵) کہ آپ ایسے بزرگ مخلوق پر قائم ہیں کہ آسمان کے اخلاق کی عظمتوں کو پانے سے انسان قاصر رہی گے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ قرار دیا ہے کہ آپ صرف اپنی اسلام اور امت محمدیہ ہی کے لئے رحمت نہیں بلکہ پوری کائنات کے لئے رحمت ہیں۔

اپنوں سے تو عموماً انسان حق سلوک کرتا ہے لیکن غیروں سے بھی حسن سلوک کرنا اخلاق کی عظمت اور قلب کی وسعت کی دلیل ہے۔ اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال اُسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ نے نہ صرف اپنے ماننے والوں ہی سے، بلکہ اخلاق و حسن سلوک کا مظاہرہ فرمایا بلکہ غیر مسلموں سے بھی محبت و شفقت، ہمدردی و رواداری، رحم و کرم، عفو و درگزر، عدل و انصاف اور مساوات کا سلوک فرمایا ہے۔ غور کے طور پر چند مثالیں درج ذیل کی جاتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا دعویٰ فرمایا تو وہی لوگ جو آپ کے صدق و صدا اور امانت و دیانت کا دم بھرتے تھے اس قدر مخالف ہو گئے کہ انہوں نے آپ پر اور آپ کے ماننے والے مسلمانوں پر انتہائی وحشتناک مظالم ڈھائے۔ اور آپ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ ایسے حالات میں ایک موقع پر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! ہم مشرک تھے تو معزز تھے اور کوئی ہماری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ لیکن جب سے مسلمان ہوئے ہیں کمزور اور ناقابلِ حرم

کئے ہیں اور ہم کو ذلیل ہو کر کفار کے مظالم پہنچ رہے ہیں۔ پس یا رسول اللہ! آپ ہم کو اجازت دیں کہ ہم ان کفار کا مقابلہ کریں۔ آپ نے فرمایا: اِنِّیْ اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا (نسائی) یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو و درگزر کا حکم ہے پس میں تم کو لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

جب اہل مکہ نے شدت کے ساتھ آپ کے پیغام کو رد کر دیا اور آپ کی تبلیغ میں زبردست رکاوٹ پیدا کر دی تو آپ مکہ سے قریب ساٹھ میل دور شہر طائف میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگ نے بھی آپ کو نہایت تعذرت سے دیکھا اور انتہائی سنگدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ کے پیچھے گئے اور آوارہ و اوباش چھہ کر دینے لگا دیا جنہوں نے بے دردی سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر سنگباری کرتے ہوئے شہر سے باہر کئی میل دور کی پہاڑیوں تک آپ کا پیچھا کیا۔ اس پھر او سے ہمارے پیارے آقا کی دونوں جوتیاں خون سے بھر گئی تھیں۔ لیکن رحمۃ اللعالمین کی رحمت کا یہ جوش ہے کہ آپ بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں کہ کہیں خدا کا غضب ان پر نہ بھڑک اٹھے۔ اور نہایت الحاح اور دردمندی سے دعا کرتے جاتے ہیں کہ الہی! ان لوگوں کو معاف کر کہ یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ احادیث میں ذکر آتا ہے کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپ کے پاس بھیجا جس نے عرض کیا، اگر آپ حکم کریں تو دونوں پہاڑ جس کے درمیان طائف آباد ہے ملا کر بستی کو تباہ کر دوں تو آپ نے نہایت مشفقانہ انداز میں جواب دیا نہیں، نہیں۔ انہی میں سے وہ لوگ پیدا ہوں گے جو مجھ پر ایمان لائیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ — ”آپ نے کبھی بھی کسی سے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا۔ بجز اس کے کہ کسی نے احکام الہی اور فرمان خداوندی کی ہتک کی ہو۔“ (بخاری باب الادب)

جنگ احد کے موقع پر میدان جنگ میں آپ کا سر زخمی ہو گیا، چہرہ میں خود دھنس گئی، سامنے کے چار دانت ٹھنڈ ہو گئے۔ اس تمام اذیت و تکلیف کے باوجود آپ کی زبان مبارک پر ان غیر مسلم دشمنوں

کے لئے یہی دعا جاری ہوتی ہے کہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اسے میرے رب! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ نادانی سے مجھے مخالفت کر رہے ہیں۔

سلسلہ ہجرت کی بات ہے کہ آپ کی خدمت میں طائف شہر کا ایک وفد آیا۔ وہی طائف جس میں آپ پر اس قدر سنگباری کی گئی تھی کہ آپ کے پاؤں ابھولہاں ہو گئے تھے۔ وہی طائف کا شہر جس کے لوگوں نے غزوہ طائف کے موقع پر اپنی پوری سنگدلی کا مظاہرہ کیا اور آپ پر زہر آلود تیروں کی بارش برساتی — جب انہی لوگوں کا ایک وفد مدینہ پہنچتا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس ان کی خاطر مدارات اور مہمان نوازی کے فرائض بجالاتے اور انہیں ہر قسم کا آرام و سہولت بہم پہنچاتے ہیں۔ اور انہیں مسجد نبوی میں عزت و احترام کے ساتھ ٹھہرانے کا انتظام کرتے ہیں۔ (ابوداؤد ذکر طائف)

جانی دشمنوں سے حسن سلوک اور ان سے عفو کا ایک شاندار اور بے مثال نظارہ ہیں اُسوہ نبوی میں یہ نظر آتا ہے کہ جب ہجرت کے آٹھ سال بعد آپ شانِ فاتحانہ کے ساتھ مکہ کی سرزمین میں داخل ہوئے تو آپ کے سامنے وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ پر ظلم و ستم کیا تھا کہ دی تھی۔ لیکن آج ان کی زبانیں گنگ اور سرخم تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ آپ سے نظر ملا سکے۔ آپ چاہتے تو انہیں ان کے جرموں کی پاداش میں تر تیغ کر سکتے تھے۔ لیکن آپ ان تمام خطرناک دشمنوں کو بیک جنبشِ سران معاف کرتے ہوئے اعلان فرماتے ہیں لَا تَغْرِبْ عَلَیْکُمْ اَلْیَوْمَ اَشْهُبُ اَوْ اَخْشَعُ السَّطَاءُ۔ جاؤ! تم آزاد ہو۔ آج تم پر کوئی سختی اور سزا نہیں ہے۔ وہی ابوسفیان جو بڑھ بڑھ کر درمیان پر حملہ آور ہونا رہا آج نہایت شرمسار ہے لیکن آپ اس سے بھی محبت سے پیش لگتے ہیں اور اس کی دلداری کے لئے اعلان فرمادیتے ہیں کہ آج جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امن میں ہوگا۔ اب وہی جیسے اشد ترین معاہدہ اسلام کے بیٹے حکومت کو جب اس کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی ہے تو آپ نہایت خوش خلقی سے فرماتے ہیں مَوْحِبًا بِاللّٰہِ اَلْمُحَاجِرُ (مشکوٰۃ کتاب الادب) یعنی

اسے ہجرت کرنے والے تمہارا آنا مبارک ہو۔ اُسے بھی آپ معاف فرمادیتے ہیں۔ پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نمایاں اور بے مثال کردار ہے۔

لیا ظلم کا عفو سے انتقام! عَلَیْكَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ السَّلَامُ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود شدید مذہبی اختلاف کے ہمیشہ غیر مسلموں کی تعلیمات، عقائد اور جذبات کا احترام کیا ہے۔ آپ نے سب سے پہلے آزادی ضمیر کے حق میں آواز بلند فرمائی کہ لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ (البقرہ: ۲۵۶) دین کے اختیار کرنے میں کسی پر کوئی جبر اور زبردستی نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ اصل ہدایت فرمائی وَنَا اُمَمًا رَّاهِبًا اَلَا خَلَّاهَا اَمَمًا یعنی کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ نے ہی نہ گزرے ہوں۔ اس اعلان کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری اقوام و مذاہب عالم کے نبیوں کے تقدس کو قبول فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں غور ہے کہ ہم ہر قوم کے نبیوں، ریشیوں، بیٹوں اور اداؤں کی عزت اور احترام کرتے ہیں خواہ وہ مقدس وجود ہندوستان کے ہوں۔ چین کے ہوں۔ ایران کے ہوں یا کسی بھی ملک کے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم کے ساتھ رواداری کے لئے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ غیر مذاہب کے ان اصولوں کو بھی برا مت کہو جن پر ان کے مذہب کی بنیاد ہے۔ چنانچہ آپ نے اعلان فرمایا لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَمِیْسُ بُوْا اللّٰہَ عَدَا وَاَبْغَضَیْ عِلْمُ (الانعام: ۱۰۹) یعنی وہ چیزیں جنہیں دوسرے مذاہب والے عزت و توقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں جیسے بت وغیرہ، ان کو بھی گالیاں مت دو۔ گو تمہارے نزدیک وہ چیزیں درست نہ ہوں۔ کیونکہ اس طرح وہ لوگ بھی بغیر سوچے بغیر تمہارے اصول کو برا بھلا کہیں گے اور ضد میں آکر خدا کا پیالہ دیں گے۔

مذہبی رواداری کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کس قدر فراخ دلانہ تعلیم ہے کہ دوسرے مذاہب کے جو بزرگ تھے ان کے متعلق تو فرمایا کہ انہیں مان لو۔ اور جو چیزیں سچی نہ تھیں ان کے متعلق کہہ دیا کہ انہیں برا بھلا نہ کہو۔ اور یہ صرف نظریاتی بات ہی نہیں تھی بلکہ عملاً آپ نے غیر اقوام سے ایسی رواداری کا مظاہرہ بھی فرمایا۔ ایک مرتبہ ایک یہودی کا جنازہ لے جایا جارہا تھا یہودیوں کے شدید اذنانہ رویے کے باوجود آپ اس نعش کو دیکھ کر کھڑے ہوئے۔ اور صدمے کے آثار آپ کے دوسرے مبارک پرچوں میں ہو گئے۔ ایک مرتبہ نے تعجب سے کہا: حضور! یہ تو یہودی کی نعش ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ لیکن اس کی بھی جان تھی اور جان نکلنے میں شدید تکلیف ہوتی ہے۔ ایک دفعہ خیران کے عیسائیوں کا ایک وفد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا، آپ نے اس وفد کو بطور اپنے مہمان کے مسجد نبویؐ میں مقیم کیا۔ جب بات چیت کے دوران ان کی عبارت کا وقت آیا تو چاروں طرف یہ دُک تجتس ٹی نگاہیں دوڑنے لگیں کہ اپنے گھر والوں کی کوئی موزوں جگہ ڈھونڈیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر نہایت خندہ پیشانی سے مسجد ہی میں ان کو عبادت کرنے کی اجازت دے دی۔ کس قدر بے مثال اور عظیم الشان ہے آپ کی یہ رواداری۔ اخلاق محمدی کا یہ نمونہ دیکھئے اور دوسری طرف نام نہاد مسلمانوں کا طرز عمل دیکھئے کہ پاکستان میں اپنے ہی ہم مذہب احمدیوں کو عام مسلمان سمجھا کر یہ کہ اپنی مسجدوں میں اسلامی طریق کے مطابق نازیبا ادا کرنے دیں، اُنہا احمدیوں کو ان کی اپنی ہی مساجد کو مباح کہنے ان میں اذان دینے پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے اور احمدی مساجد کو دیران اور مسمار کر دینے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔

سیدنا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں سے رواداری اور فراخ دلی کے سلوک کے ساتھ ساتھ ان سے خوشگوار تعلقات بنانے رکھنے کے لئے معاہدات بھی فرمائے اور ان کو ابسانہ کیا کہ اس کی نظیر دنیوی بادشاہوں میں تو ہرگز نہیں ملتی۔ آپ نے ہجرت کے بعد مدینہ آکر سب سے پہلے یہودیوں سے ایک معاہدہ طے فرمایا جس کے تحت شہر کے امن اور اس کے مختلف الاقوام باشندوں کی حفاظت اور بہبودی کا انتظام عمل میں آیا۔ اور اسی منظم حکومت کے سربراہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرار پائے اور آپ نے اخیر عمر تک اس معاہدہ امن کو قائم رکھا۔ یہ اور بات ہے کہ خود یہودیوں نے اس معاہدہ کی بارگ عفاف ورزی کی۔

ایک مرتبہ ابو رافع نامی ایک غلام حالت کُفر میں قریش مکہ کا سفیر بن کر مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہاں آنے کے بعد اس پر حضورؐ کی صداقت آشکار ہو گئی۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسے میں کبھی کافروں کے پاس لوٹ کر نہ جاؤں گا۔ حضورؐ نے فرمایا: نہ یہی عہد شکنی کر سکتا ہوں اور نہ قاصدوں کو اپنے پاس روک سکتا ہوں۔ تم اس وقت واپس جاؤ۔ اگر وہاں پہنچ کر بھی تمہارے دل کی یہی کیفیت رہی تو آجانا۔

(الوداد باب الوفاء بالہد) چنانچہ ابو رافع اس وقت چلا گیا۔ صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے کہ ابھی شرائط نامہ تحریر کیا ہی جا رہا تھا کہ قریش مکہ کے سفیر سہیل بن عمرو کا بیٹا ابوجندل پابندِ ہجیر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کر آیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کیا کہ اگر بعض اسلام قبول کرنے کی وجہ سے

ہیں۔ اس دردناک منظر کو دیکھ کر صحابہ کرام ترتیب آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھٹے جارہے معاہدہ کی اس شرط کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ”مکہ سے جو مسلمان ہو کر مدینہ جائے گا وہ اہل مکہ کے مطالبہ پر واپس کر دیا جائے گا“ ابوجندل سے مخاطب ہو کر فرمایا: اُسے ابوجندل! صبر کرو۔ ہم بدعہدی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب تمہارے لئے کوئی راستہ نکالے گا۔ (بخاری کتاب الشروط)

جنگ بدر کے موقع پر جبکہ ۳۱۳ بے سرو سامان مسلمانوں کا ایک ہزار ساٹھ تھیں، لیکن کفار کے ساتھ مقابلہ تھا ایسی نازک حالت میں دو مسلمان ابوجندل بن یمان اور ایک اور صحابی مکہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ سے اُس معاہدہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ہمیں آپ کے پاس آنے کی اس شرط کے ساتھ اجازت ملی ہے کہ جنگ میں ہم آپ کا ساتھ نہ دیں۔ یہ سن کر آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ اِنْصَرَفَا۔ یعنی اٹھو، بھاگ دو۔ (ابن ماجہ باب الوفاء بالہد) تم واپس جاؤ، ہم ہر حال میں دندہ پورا کریں گے۔ ہم کہ صرف خدا سے عز و جل کی مدد درکار ہے۔

غور کا مقام ہے کہ سخت نازک اور اشد ضرورت کے وقت دو ایسے آدمی آپ کو ملے ہیں جو تجربہ کار سپاہی ہونے کی وجہ سے آپ کے لئے نہایت کارآمد ہیں۔ مگر آپ انہیں جنگ میں شامل ہونے سے روک دیتے ہیں تاکہ ان کا عہد قائم رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد خواہ اپنے سے ہو یا غیر سے کس طرح آپ اس کی پابندی کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بو دشمن جنگ کر رہا ہو اُس کے عہد کو بھی پورا کرتے تھے۔

غیر مسلموں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک کا ایک اور روشن پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے غیروں سے بھی عدل و انصاف کرنے کی تعلیم دی کہ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰی اَلَّا تَعْلَمُوْا اِنَّكُمْ لَوَ اَهْوَاۡتُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلَا تَعْلَمُوْنَ (۹) یعنی کسی قوم کی دشمنی تمہیں نا انصافی پر آمادہ نہ کرے بلکہ اُن کے ساتھ بھی عدل و انصاف کرو۔ کیونکہ یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ چنانچہ جنگ بدر کے بعد جب کفار قیدی ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے تو اُن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بھی تھے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان سب کو رسیوں سے جکڑ دیا گیا۔ رات کو حضرت عباس کے کراہنے کی آوازیں سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیقرار ہو کر روٹیں بدل رہے تھے۔ صحابہ نے حضورؐ کی بے چینی دیکھ کر عباس کے ہنڈھ ڈھینے کر دیئے۔ جب حضورؐ کو اس کا علم ہوا تو فرمایا، میرے چچا! تم نے مجھ سے عباس سے کوئی اختیار

سلوک نہ ہو گا۔ یا تو سب قیدیوں کی رستیاں ڈھیلی کر دو، یا پھر عباس کے بندھن بھی کس دو۔ چنانچہ سبھی قیدیوں کی رستیاں ڈھیلی کر دی گئیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیروں کے اعلیٰ انفاق کا بھی احترام فرمایا ہے۔ ایک جنگ میں حاتم طائی کی لڑکی اور اس کا قبیلہ گرفتار ہو کر آئے۔ اس لڑکی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا باپ بڑا سخی تھا۔ وہ غریبوں کی مدد کرتا تھا۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ ننگوں کو کپڑے پہناتا تھا۔ یتیموں اور یتیم خانوں کی خبر گیری کرتا تھا۔ لہذا آپ ہم کو رہا کر دیں۔ اور دوسرے قبیلوں کو ہم پر نہ ہنسوائیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ تیرا باپ نیک اخلاق رکھتا تھا۔ اور خدا ابھی اچھے اخلاق کو دوست رکھتا ہے۔ پس جاؤ تم کو رہا کیا۔

ایک دفعہ ایک شدید مخالف ابوبصرہ مدینہ آکر آپ کا ہونٹ ہوا۔ اور شرارتاً اُس نے آپ کی تمام بکریوں کا دودھ پی لیا اور آپ کے لئے کچھ نہ چھوڑا جس کی وجہ سے آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو بھوکا رہنا پڑا۔ لیکن آپ بدستور اُن کی مہمان نوازی میں لگے رہے اور اپنی تکلیف کا قطعاً اظہار نہ فرمایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ شدید ترین مخالف کو بھی یہ یقین ہوتا تھا کہ اُس کی تمام تر گستاخوں کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے ساتھ شفقت و رحمت کا سلوک فرمائیں گے۔ اس بات کا اُس مخالف غیر مسلم پر یہ اثر ہوا کہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

مکہ میں ایک دفعہ سخت قحط پڑا۔ اور حالت اس قدر خراب ہو گئی کہ لوگ بھوکوں مارنے لگے اور مردار حیوانوں کے چمڑے وغیرہ کھا کر گزارہ کر رہے۔ اُس وقت حضورؐ کا جانی دشمن ابن حرب آپ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ لوگوں کو رحم اور حسن سلوک کی تعلیم دیتے ہیں مگر آپ کی قوم قحط کی وجہ سے ہلاک ہو رہی ہے۔ آپ دعا کیجئے کہ خدا تعالیٰ مینہ برساتے اور یہ قحط دور ہو۔ آپ نے اسی وقت بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی جس کے نتیجے میں خوب بارش ہوئی اور ملک قحط کا مصیبت سے بچ گیا۔ اس موقع پر حضورؐ نے اُن قحط زدوں کی مالا مال بھی فرمائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں سے یہ وہ حسن سلوک ہے کہ جس سے متاثر ہو کر ہندوستان کے عظیم لیڈر گاندھی جی نے ہندو بھائیوں کو یہ نصیحت کی کہ:۔

”اسلام بچا مذہب ہے۔ ہندوؤں کو چاہیے کہ وہ نیک بنیں۔ اس کا مطالعہ کریں۔ وہ بھی اسلام سے ایسی ہی محبت کریں گے جس طرح کہ میں کرتا

ہوں۔ اگر ہندو اپنی حالت مدست کر لیں تو مجھے یقینی ہے کہ اسلام ایسے مناظر پیش کرے گا جو اُس کی قدیم فراخ دلی کی روایات کے شایانِ شان ہوں گے“

(اخبار سیاست ۹ جون ۱۹۹۲ء) اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے سب سے پہلے انسانی مساوات کو دنیا میں قائم فرمایا۔ آج یورپ اور دیگر متمدن ممالک نے جمہوریت اور اُس کے اصولی ثلاثہ یعنی EQUALITY, FRATERNITY & BROTHERHOOD کو جو رواج دینے کی کوشش کی ہے اور آج ادارہ اقوام متحدہ کو جو یہ قانون بنانے پر مجبور ہونا پڑا ہے کہ سب انسانوں میں مساوات تسلیم کی جاتی ہے تو یہ سب دراصل اسی انقلاب کا شاخسانہ ہے جو چودہ سو سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ برپا ہوا۔ آپ نے تمام قومی اور نسلی امتیازات کو مٹا کر انسانی مساوات کو قائم کیا ہے اور قرآنی الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ انسانی معاشرہ میں جو مختلف قبائل اور خاندان نظر آتے ہیں یہ تو محض آپس میں شناخت کے لئے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت اور تعظیم کے لائق وہی لوگ ہیں جو سب سے زیادہ نیک ہوں۔ (الحجرات: ۱۳) اسی اعلان کے ذریعہ آپ نے سب اقوام عالم کو بلا استثناء و بلا امتیاز ایک لیول پر کھڑا کر دیا۔ اور مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کا احترام بھی قائم کر دیا جو حقیقت تمام بنی نوع انسان پر آپ کا ایک عظیم الشان احسان ہے کہ تمدنی اور قومی ہر لحاظ سے آپ نے سب انسانوں میں مساوات قائم فرمادی۔ اور موجودہ دور میں قیام امن کے لئے اس اصول کو اپنا بغیر چارہ نہیں جس سے ہندو سماج بھی متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکا۔ جناب پنڈت جواہر لال نہرو نے اس تعلق میں اس طرح اظہارِ خیال فرمایا ہے کہ:۔

”اسلام کی آمد ہندوستان کی تاریخ میں کافی اہمیت رکھتی ہے۔ اس نے ان خیالوں کو جو ہندو سماج میں پیدا ہو گئے تھے یعنی ذاتوں کی تفریق، چھوٹ ست چھات اور انتہا درجہ کی خلوت پسندی کو بالکل آشکار کر دیا۔ اسلام کے اخوت کے نظریے اور مسلمانوں کی عملی مساوات نے ہندوؤں کے ذہن پر بہت گہرا اثر ڈالا خصوصاً وہ لوگ جو ہندو سماج میں برابری کے حقوق سے محروم تھے اس سے بہت متاثر ہوئے“

(تاشن ہند صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)



”امن است در مکان محبت مرا ہے ما“

قادیان دارالامان کے مقامات مقدسہ

از مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری نائب ناظر دعوة تبلیغ قادیان

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور عالمگیر علیہ کے لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیان علیہ السلام کو مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر ملک ہند کے صوبہ مشرقی پنجاب میں واقع ایک قصبہ قادیان میں مبعوث فرمایا۔ اسی پاک بستی میں ۱۲ اشوال ۱۲۵۰ھ ہجری مطابق ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعہ المبارک آپ کی پیدائش ہوئی۔ یہیں سے آپ نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی بنیاد رکھی اور کامیاب دباؤ اور زندگی گزار کر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں اپنے حوالے حقیقی سے جا ملے۔ اسی مقدس سرزمین کے بستی مقبرہ میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک اسلام کے اولین اور بلند الہاد تک قائم رہنے والے مقدس سرکار کے حکم مسکو مہ اور ہدایت منورہ ہیں جن کی عظمت، حرمت اور تقدس اور ان کے شعائر اشد ہونے میں ہر احمدی کو پورا ایمان اور یقین ہے اس لئے جس احمدی کو بھی توفیق ملتی ہے وہ کعبۃ اللہ شریف کا حج یا عمرہ کرتا ہے جو اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔

اس کے بعد چونکہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام جنہیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پہنچایا ہے اور آپ کی بیعت کرنے کا تاکید اور شاہد فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے احوال و غلبہ اسلام کے لئے اپنے انعام اور کلام سے شرف کے مامور فرمایا ہے، اس لئے وہ پاک مقامات جن میں خدا کا پیارا مسیح چلا آیا اور زندگی کے تہجد روز اس رنگ میں گزارے کہ کسی جگہ خدا تعالیٰ کا مکالمہ و محفل نصیب ہوا۔

کسی جگہ خدا کے نشانات و معجزات ظاہر ہوئے کسی جگہ روح القدس کی تائید سے اسلام کے حق میں تالیف و تصنیف کا جہاد فرمایا۔ کسی جگہ کئی کئی ماہ روزے رکھے اور دیاد و کثوف سے سر فراز کئے گئے۔ اور کسی جگہ علیہ

اسلام کے لئے خلوت کی دعائیں کیں وغیرہ وغیرہ۔ تو ظاہر ہے اس لحاظ سے یہ مقامات شعائر اشد کا رنگ رکھتے ہیں اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَنْ يَعْزِلْهُمْ شَتَاءُ بَرٍّ اَلْبَسَ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ** (سورۃ حج آیت ۳۲)

کہ جو شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے یا اس کے دل کے تقویٰ پر دلالت کرتا ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ ایمان اور اعتقاد کا تعلق دل ہی سے ہوتا ہے۔ ورنہ ان دلوں کے لئے جو ایمان و اعتقاد سے خالی ہیں، اس دور افتادہ معمولی قصبہ میں دینی لحاظ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہاں البتہ جس کے دل میں تقویٰ ہے خواہ وہ ابھی معتقد نہ بھی ہوا ہو خدا کے پیار کی خوشبو اور ایک سکون اور اطمینان کی کیفیت سے کو محسوس کر لے گا۔ اور جو اس امام الزمان پر ایمان لے آتا ہے اس کے لئے یہ مقامات شعائر اشد بن جاتے ہیں اور ان کی عظمت اور تقدس کا خیال رکھنا اس کے ایمانیات کی جزو بن جاتا ہے۔ اور اب تو یہ گناہ بستی جس سے آج سے سو سال قبل پنجاب کے لوگ بھی واقف نہ تھے آج دنیا کے ۱۲۴ ملک میں اس پاک بستی کا چرچا ہے۔ دؤر روزے ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر زائرین یہاں آتے ہیں۔

اس مختصر تہذیب کے بعد اس غرض کے پیش نظر کہ مختلف وقتوں میں افراد جماعت اور غیر از جماعت واردین و صادرین کا سلسلہ جاری رہتا ہے، ان کے واقفیت کے لئے ان مقامات مقدسہ کا مختصر تعارف ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

قادیان دارالامان کی عظمت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔۔۔ ”یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔“ (دافع البلاء صفحہ ۱۰)۔۔۔ ”ہر دوری ہو گا کہ مقام اس، انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا

نے اس مقام کو برکت دی ہے۔“ (الوصیت صفحہ ۱۵)۔۔۔ ”جو شخص صبح کچھ چھوڑ کر آئے جگہ آباد نہیں ہوتا اور کم سے کم یہ کہ نماز دل میں نہیں رکھتا اس کی حالت کی نسبت نبی کو بڑا اندیشہ ہے کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے۔“ (تربیان القلوب صفحہ ۶۰)

قادیان میں رہائش کی غرض کیا ہونی چاہیے۔

ایک مرتبہ کسی دوست نے عرض کی کہ وہ تجارت کے لئے قادیان آنا چاہتا ہے اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ”یہ نیت ہی فاسد ہے۔ اس سے توبہ کر لی جائے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیئے اور اعلیٰ درجہ عاقبت کی بنیاد یہاں رہنا چاہیئے۔ اصل نیت یہی ہو اور اگر پھر اس کے ساتھ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پر کرنے کے لئے ہو تو مرجع نہیں۔ اصل مقصد دین ہو نہ دنیا۔ کیا تجارتوں کے لئے اور شہر مزدوں نہیں۔ یہاں آنے کا اصل غرض کبھی دین کے سوا اور نہ ہونی چاہیئے پھر جو کچھ حاصل ہو جائے وہ خدا کا فضل سمجھو۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۶۲)

مسجد مبارک (بیت الذکر)

اس مسجد کی ابتدائی تعمیر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۵۷ء میں کر دئی تھی۔ پھر جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ۱۸۹۰ء میں اس کی پہلی اور ۱۹۱۹ء میں دوسری توسیع عمل میں آئی اور حضرت المصلح الموعودؑ کے عہد میں ۱۹۲۲ء میں تیسری مرتبہ اس کی توسیع ہوئی۔ اس طرح یہ مسجد پہلے کی نسبت دو گنی سے بھی زیادہ وسیع ہو گئی۔

(تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ ۶۱۶) اس مسجد کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام کو ملنے والی بشارات میں سے ایک اہم مقام

بشارت ان الفاظ میں ملی:۔۔۔ ”مبارک ہے و مبارک ہے و مبارک ہے مبارک ہے تجھ پر فیہ۔“

یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک احمدی مبارک اس میں کیا جائے گا۔ (برامین احمدیہ جہاد و ازالہ اداہام جہاد)

”بیت الفکر“

مسجد مبارک کے متعلق یہ وہ مبارک کمرہ ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ابتدائی ایام میں تالیف و تصنیف کے کام میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور جہاں آپ نے اپنی مسرکہ الاراء کتاب برامین احمدیہ تالیف فرمائی۔ اس کمرہ کی نسبت اور مسجد مبارک جس کو ”بیت الذکر“ کے نام سے یاد کیا گیا ہے کے بارے میں حضرت علیہ السلام کو ۱۸۸۳ء میں مندرجہ ذیل الفاظ میں انعام ہوا:۔۔۔

”اَلَمْ تَجْعَلْ لَكَ سَهْوَةً فِي بَيْتِ اَمْرِ بَيْتِ الْفِكْرِ وَ بَيْتِ الْبَحْثِ وَ بَيْتِ الْوَحْيِ“

کیا تم نے ہر ایک بات میں اپنے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت۔ اولیٰ ذکر بیت الذکر بل کیا اور جو شخص بیت الذکر میں باخدا و تعبد تعبد و صحبت نیت و حسن ایمان داخل ہوگا وہ سورج خاتم سے امن میں آجائے گا۔ (برامین احمدیہ جہاد جہاد)

بیت الدعاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی خلوت کی دعاؤں کے لئے ۱۳ مارچ ۱۸۴۱ء کو یہ حجرہ جس کا نام آپ نے ”بیت الدعاء“ تجویز فرمایا، تیار کر دیا اور اس کی نسبت خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس مسجد البیت، ”بیت الدعاء کو امن و سلامتی اور اس دعا پر ہر لمحہ دلائل نیرہ و برامین ملاحظہ کے فتح کا کھڑ بنا دے۔“ (ذکر حبیب مؤلفہ حضرت ہفتی محمد صادق علیہ صفحہ ۱۰۷، ۱۱۰۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۳۲۰)

مشرقی چھینوں نشان دارالامان

مسجد مبارک کے متعلق یہ وہ مبارک حجرہ ہے جس میں ۲۴ رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۸۶۵ء بروز جمعہ المبارک نماز فجر کے بعد جبکہ حضور علیہ السلام استراحت فرما رہے تھے اور حضرت مولوی عبدالحق

سنوئی حضور کی خدمت میں حاضر تھے، شرعی کے چھینٹوں والا نشان ظاہر ہوا۔ یکشنبی نماز جو خدا کے قادر مطلق کے قیاد پر تصرف سے خارج صورت پکڑ گیا۔ اس کی تفصیل کتاب شریعت آریہ میں درج ہے۔

بیت الریاض

اس کمرہ میں جو مردانہ نشیمن گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا، حضور علیہ السلام نے اواخر ۸۸ھ میں آٹھ نومبر تک مسلسل خفیہ روزے رکھے جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عجیب و لطیف مکاشفات سے سرفراز فرمایا اور گزشتہ انبیاء و اولیاء اُمت کی طاقت کے علاوہ عین بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی زیارت نصیب ہوئی۔ (کتاب البریہ)

مسجد اقصیٰ

یہ وہ مسجد ہے جس کے گنبدوں والا حصہ مع اپنے محدود حصے کے حضور علیہ السلام کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے اپنی وفات سے قریباً چھ ماہ قبل تعمیر کروایا۔ ازاں بعد حضور علیہ السلام کے زمانہ مبارک ۱۹ھ میں اس کی توسیع اول خلافت اولیٰ میں توسیع ثانی اور خلافت ثانیہ میں توسیع ثالث مکمل میں آئی۔ پنجوقتہ نمازوں کے التزام کے علاوہ نماز جمعہ بھی اسی مسجد میں ادا کی جاتی ہے۔

مقام خطبہ الہامیہ

مسجد اقصیٰ کے قدیمی حصے میں وہ متبرک جگہ بھی ہے جہاں ۱۱ اپریل ۱۹ھ کو کعبہ الانصیہ کے موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اعلام الہام کے تحت فی البدیہہ فیض و باریخ عربی خطبہ دیا۔ جو خطبہ الہامیہ کہلاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جو اسی وقت آسمانی انوار و برکات کے مہبط و مورد تھے آپ کے اندر اس وقت غیبی طاقت کام کر رہی تھی جیسا کہ آپ نے بعد ازاں بتایا کہ آپ یہ امتیاز نہیں کر سکتے تھے کہ میں بول رہا ہوں یا میری زبان سے فرشتہ کلام کر رہا ہے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس کلام میں آپ کا دخل نہیں خود بخود برہمنہ فقرے آپ کی زبان پر جاری ہوتے تھے بعض اوقات الفاظ لکھے ہوئے بھی نظر آ جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ ایک نشان تھا۔

(حقیقۃ الاولیاء صفحہ ۲۶۲ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۹۱ تا ۱۲)

منارہ مسیح

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”اذا بُعِثَ اَنْتَ اَلْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ اَلْخَضِرَاءِ اَلْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ“ (صحیح مسلم) کہ جب اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو زندہ فرمائے گا تو وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی جانب اترے گا اس پیشگوئی کے اصل معنی تو اوروں ہیں۔ یعنی یہ کہ مسیح موعود کا نزول ایسے مقام کے ساتھ ہوگا جو دودھ کی سفیدی کی طرح بے عیب ہوں گے اور اس کی روشنی دور دور تک نظر آئے گی لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ طریق تھا کہ جہاں تک ممکن اور جائز ہو ہر پیشگوئی کو ظاہر میں بھی پورا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔

چنانچہ حضور علیہ السلام نے بارشاد الہی اور بمقامی نشا وء یدیش نبویؐ ۱۳۰۲ھ ذوالحجہ ۱۳۰۲ھ بمطابق ۱۳ مارچ ۱۹۰۲ء بروز جمعہ المبارک اس مینار کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا۔ مگر مالی کمزوری نے ہونے کے باعث اس کی تکمیل نہ ہو سکی۔ پھر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح اشانی رضی اللہ عنہ نے ۲۷ نومبر ۱۹۱۲ء کو اپنے دست مبارک سے اینٹ رکھ کر دوبارہ کام شروع کر دیا۔ جو ابتداء ۱۹۱۶ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ ۱۹۳۲ء میں ثلث کلاک نصب کیا گیا۔ ۱۹۳۵ء میں چار جہت میں چھوٹی اور بڑی طاقت کے دودھ تھپے لگائے گئے۔ ۱۹۳۹-۱۹۴۸ء میں تقریب خلافت جو ملی سنگ مرمر کا پلستر کر دیا گیا۔ ۱۹۸۰-۱۹۸۱ء میں حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح اشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر پلستر اکھڑا کر سنگ مرمر کے سلیب لگوائے گئے۔ یہ منارہ مسجد اقصیٰ کے صحن میں واقع ہے۔

بہشتی مقبرہ

حضور علیہ السلام نے باذن الہی ایک قبرستان کو قائم فرمایا اور بھلائی و خیر الہی اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا۔ اس میں تدفین کے لئے تقویٰ و طہارت کے علاوہ اشاعت اسلام کے لئے اپنی آمد اور جاہلیہ کے کم از کم دوسری حصے کی قربانی پیش کرنا لازمی قرار دیا۔ اس بہشتی مقبرہ میں حضور اقدس علیہ السلام

نے بہت دعائیں فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قبرستان کے بارے میں بشارت عطا فرمائی کہ اَنْزِلُ فِيْهَا مَلَكٌ رَّحْمَةً کہ ہر قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ (الوصیۃ) اسی مقبرہ بہشتی پر حضور علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ، خاندان حضرت اقدس کے متعدد افراد اور آپ کے صحابہ کرامؓ اور دیگر موصیانہ و موصیات کی قبریں ہیں۔ زائرین یہاں اگر نہایت عقیدت کے ساتھ حضور اقدس علیہ السلام کے مزار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر درود و سلام بھیجتے اور حضور کے مشن کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں۔

الکداس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکانات کو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے طاعون کے زمانہ میں ”اِنِّیْ اَخَذْتُ مَخْلُکَ مِنْ فِی السَّحَابِ“ کی بشارت عطا فرمائی، دارالمسیح بھی کہتے ہیں۔ ان میں وہ مقدس کمرے ہیں جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح اشانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ، حضرت خلیفۃ المسیح اشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ بفرز العزیز کی پیدائش ہوئی۔ اسی طرح بیت الریاض، بیت الفکر بھی اسی الکداس کے احاطہ میں ہیں۔ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے انہی مقدس مکانات میں اپنے مکالمہ مخاطب سے مشرف فرمایا اور مسیح اور بعدی کے منصب پر فائز ہونے کے متعلق اپنے الہامات سے نوازا۔ انہی مبارک جگہوں پر حضور علیہ السلام نے ۸۰ سے زائد کتب تصنیف فرما کر احیاء اسلام اور خدمت قرآن کا حق ادا کیا۔ اسی مبارک الکداس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت بھی عطا فرمائی کہ ”اِنَّ اَمْرًا مِّنْ مَّکَانَ مَبِیتِ سَرَّائِیْ“ (الہامی مصرعہ، تذکرہ ملا علی قلیہ ص ۱۰۱) ترجمہ:-

جلسہ سالانہ

پھر اس مقدس مقام کی ایک اور بارونق اور روحانی لذتوں سے بھرپور تقریب جلسہ سالانہ کا انعقاد ہے۔ جس کی بنیاد باعلام الہی، حضور علیہ السلام نے ۱۸۶۱ء میں ڈال دی۔

بفضلہ تعالیٰ ہر سال یہاں ماہ دسمبر کے تیسرے عشرے میں جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے جس میں ہندوستان کے اطراف سے نیز بیرونی ممالک سے بھی وفد شرکت کرتے ہیں اور جلسہ سالانہ کی روحانی برکات کے ساتھ ساتھ مقامات مقدسہ کی برکات سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ اس جلسہ سالانہ کی عظمت اور افادیت کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا:-

”اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے اسی کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے تو میں تیار ہی ہوں جو عنقریب اس میں آئیں گی۔ کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات آنہونی نہیں۔“

جلسہ سالانہ پر نہ انیوالوں پر اظہار افسوس دسمبر ۱۸۹۹ء کے جلسہ سالانہ پر بہت کم لوگ آئے۔ اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اظہار افسوس کیا اور فرمایا:- ”ہمنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ بن جائیں۔ وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہو سکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آئے سے خدا بھی نہ اکتائیں۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۵۵)

شعائر اللہ کی آبادی اور خدمت

۱۳۴ھ میں تقسیم ملک کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح اشانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے شعائر اللہ کی آبادی اور خدمت کی غرض سے ۳۱۳ درویشوں کو قادیان دارالامان میں ٹھہرایا تھا۔ بعد میں خدمت کی غرض سے بعض اور زمینیاں بھی آکر آباد ہوئیں۔ اب یہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑی تعداد میں احمدی افراد بود و باش رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ سب کی قادیان کو ان شعائر اللہ کی عظمت و تقدس کا ہر طرح خیال رکھنے اور ان کی خدمت اور حفاظت کے ضمن میں عائد ذمہ داریوں سے باحسن طریق عہدہ برآ ہونے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ اور باہر سے تشریف لائیوالے زائرین کو بار بار ان مقامات کی زیارت اور ان کے فیوض و برکات سے ہر طرح مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین

سالانہ اجتماع نامرات احمدیہ مسجد لاہور

عزیزہ محترمہ امتہ العزیزہ فضل صاحبہ صدر لجنہ امام اللہ محمد یوسف قروری مدظلہ العالی کے خدا کے فضل سے ہمارا وہ سالانہ اجتماع ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو احمدیہ مشن ہال میں ٹھیک تین بجے شام کو شروع ہوا۔ وسیعہ صدیقہ کی تلاوت قرآن پاک کے شروع ہوا۔ یہ اجلاس خالص کی زبردست منعقد ہوا۔

پہلے شہرہ نامہ شریا صبا اور ان کی سابقہ بیوی نے ترانہ پڑھا۔ اس کے بعد گم ب سوئم کے مقابلے حفظ قرآن شروع ہوئے۔ اس مقابلہ میں امیر النور صاحبہ اور سیدہ خالدہ اول رہیں۔ نائلہ رخشندہ دوم اس کے بعد اسی گروپ کا نظم کا مقابلہ ہوا جس میں اول خالدہ اور امیرہ اللود رہیں۔ دوم شریا صبا رہیں۔ اور تقریری مقابلہ میں اول نائلہ رخشندہ رہیں اور دوم شریا صبا اور خالدہ رہیں۔ اس کے بعد گروپ دوم کا مقابلہ حفظ قرآن شروع ہوا۔ جس میں اول احمدی بیگم رہیں۔ کوثر فردوس رہیں۔ اور دوم احمدی بیگم رہیں۔ تقریری مقابلہ میں کوثر فردوس اول رہیں۔ مقابلہ ہر طرف دو پچاساں تھیں اس لئے صرف اول آنے والی کو انعام ملا۔ اس طرح گروپ اول میں صرف ایک لڑکی وجیبہ لیتھ نے تیار رہی تھی اس لئے انعام کی مستحق رہی۔ آخر میں خاکسار نے ضروری ہدایات برائے نامرات احمدیہ پڑھ کر سنائیں خدا کے فضل سے یہ اجتماع بہت ہی کامیاب رہا۔ بعد دعا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

درخواست دعا

- (۱) — مکرم سید سلیم صاحب شاہ جہانپوری کیلیفونیا (امریکہ) سے جلسہ سالانہ قادیان میں حاضرین کی خدمت میں محبت معرا سلام اور مبارکباد کا تحفہ پیش کرتے ہوئے اپنے لئے اور اپنے متدلیقین کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے درخواست کیا کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)
- (۲) — مکرم حمید اللہ خاں صاحب افغانی آف سہارنپور کی بچی عزیزہ فرحانہ خانم طالبہ B.A. دوم کراچیاں جماعت کی دعاؤں کی برکت اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے صوبائی سطح پر ہونے والے ہائی میج جو کہ بریلی میں ہو رہے ہیں میں شامل کیا گیا ہے۔ اس بچی کی تربید ترقیات اور بچے عزیز النور خاں اور دیگر بچوں کے امتحانات میں نمایاں کامیابی اور دینی دنیاوی ترقیات کے لئے اسی طرح زیر تبلیغ احباب کے قبول احادیث کی توفیق پانے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ (قاری نواب احمد گنگوئی)
- (۳) — مکرم مسعود احمد صاحب سورب سے لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ بعا رنہ فارغ ہمار ہیں ایک سال سے پریشان ہیں موصوفہ کی عوتیالی اور اپنی پڑھائی میں نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔
- (۴) — عزیز ظفر احمد گلبرگی متعلق مدرسہ اندیمہ اپنے والدین کی صحت و سلامتی اور اپنی پڑھائی میں نمایاں کامیابی اور اپنے بھائیوں کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۲

بات کا اظہار کیا کہ اگر میرا بچہ مجھے بھوڑ کر ایک ایسی مشفقہ اور کی غلطی میں آگیا ہے تو میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے کوئی باعث تشویش نہیں۔

اب والدہ صاحبہ کی طبیعت بالکل بدل چکی تھی۔ انہوں نے کچھ عرصہ کے لئے اپنے ساتھ لے جانا چاہا تو حضرت اقدس نے بھائی جی کی نیکمر۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے شہرہ لیکر اجازت عنایت فرمائی اور میاں احمد دین صاحب ڈنگائی کے ساتھ بھوڑا یا اور اخراجات اپنی جیب سے عنایت فرمائے بھائی جی کو تالیف فرمائی والدہ کی خوشی اور رضا مندی کا خیال رکھنا اور ایسا اچھا نمونہ دکھانا کہ ان کے دل بھی نیکی کی طرف مائل ہوں۔ ان کی خوشی کو عدم کھانا تکلیف اٹھا کر بھی دلجوئی کرنا۔ آپ کی جدائی کی وجہ سے دلتھی ان کو بہت ہمدرد ہے اور وہ قابل رحم ہیں۔ پس ان کی خدمت اور فرما بڑی کر کے ان کی خدمت کر کے ان کی تکلیف کا ازالہ کرنے کی کوشش ضرور کرنا اور جب وہ خوشی سے اجازت دیں واپس آ جانا۔

والدہ صاحبہ نے ہمت مردانہ سے اپنے پاس رکھا۔ کسی کو آپ کے مذہب کے خلاف کچھ کہنے کی اجازت نہ دی۔ نماز کا انتظام خود کرتیں۔ بڑی عید پر مسجد میں جانے کی خوشی سے اجازت دی اور قربانی کا بھی انتظام کیا۔ ڈیڑھ ماہ بعد آپ والدہ صاحبہ کی اجازت سے واپس آئے اور والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے تعلقات اچھے ہو گئے اور وہ ہمینوں آپ کے پاس آکر پھر تیر ایسی افاعت کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اعمال کے سفر میں آپ کو لاہور لے گئے اور آخری مرض کی حالت میں خود اپنے پاس بلالیا۔ اور آپ وصال تک حضور کے پاس رہے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ کہ وصال کے وقت حضور کا سر مبارک بھائی جی کی قبولی میں تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت بھائی جی کی استقامت کی تعریف فرمائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو دس ہزار مسلمانوں کے برابر قرار دیا۔ اور جب آپ نے پاکستان میں وفات پائی تو ایک دفعہ پھر یہ قول حضرت اقدس کا پورا ہوا کہ "اگر ہمارے تو آجائے گا"۔ اور آپ کی نحش قادیان پہنچی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں چار دیواری کے باہر آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ (زبانی آئندہ)

سانچہ ارتحال

مکرم عبد السلام صاحب ٹاک صدر جماعت احمدیہ سرنگوہ فرماتے ہیں کہ مکرم میاں مبارک احمد صاحب سکھ راج باغ سرنگوہ کی اہلیہ صاحبہ مکرمہ۔ مکرم بیگم صاحبہ ۱۸ ارج سلاطہ کو وفات پا گئیں۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون مکرم میاں صاحب ایک جلیل القدر صحابی حضرت بہتری رئیس احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں اور مرحومہ مکرم بیگم صاحبہ بھی سرنگوہ کے ابتدائی احمدی خواجہ محمد اسماعیل صاحب مرحوم مالک مجسٹک ہوٹل کی صاحبزادی تھیں۔ مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

۱۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۲۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۳۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۴۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۵۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۶۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۷۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۸۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۹۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۱۰۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۱۱۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۱۲۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۱۳۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۱۴۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۱۵۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۱۶۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۱۷۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۱۸۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۱۹۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۲۰۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۲۱۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۲۲۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۲۳۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۲۴۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۲۵۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۲۶۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۲۷۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۲۸۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۲۹۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۳۰۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۳۱۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۳۲۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۳۳۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۳۴۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۳۵۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۳۶۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۳۷۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۳۸۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۳۹۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۴۰۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۴۱۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۴۲۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۴۳۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۴۴۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۴۵۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۴۶۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۴۷۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۴۸۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۴۹۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۵۰۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۵۱۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۵۲۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۵۳۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۵۴۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۵۵۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۵۶۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۵۷۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۵۸۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۵۹۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۶۰۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۶۱۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۶۲۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۶۳۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۶۴۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۶۵۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۶۶۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۶۷۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۶۸۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۶۹۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۷۰۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۷۱۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۷۲۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۷۳۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۷۴۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۷۵۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۷۶۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۷۷۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۷۸۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۷۹۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۸۰۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۸۱۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۸۲۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۸۳۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۸۴۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۸۵۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۸۶۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۸۷۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۸۸۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۸۹۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۹۰۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۹۱۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۹۲۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۹۳۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۹۴۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۹۵۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۹۶۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۹۷۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۹۸۔ اوپر پور مورخ لائے۔ ۹۹۔ اسماعیل غریب پور مورخ ۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لایا۔ نیچے۔ ۱۰۰۔ اوپر پور مورخ لائے۔

چند روزہ فیصلہ کی کمی شرح

خبرداران اخبار بدیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بدیر ہوائی عملوں اور عین بدیر کے خزانہ کے پیش آنے نگران بورڈ نے یکم جنوری ۱۹۸۱ء سے اخبار بدیر کے چندہ کی شرح سالانہ ۱۰ روپے سے بڑھا کر ۱۵ روپے سالانہ مقرر کی ہے۔ احباب آئندہ اس شرح کے مطابق چندہ ادا کر کے عملوں فرمائیں۔ (مختصر بدیر قادیان)

ضروری تصحیح

۱۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۲۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۳۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۴۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۵۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۶۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۷۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۸۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۹۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۱۰۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۱۱۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۱۲۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۱۳۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۱۴۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۱۵۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۱۶۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۱۷۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۱۸۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۱۹۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۲۰۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۲۱۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۲۲۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۲۳۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۲۴۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۲۵۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۲۶۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۲۷۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۲۸۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۲۹۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۳۰۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۳۱۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۳۲۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۳۳۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۳۴۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۳۵۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۳۶۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۳۷۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۳۸۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۳۹۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۴۰۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۴۱۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۴۲۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۴۳۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۴۴۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۴۵۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۴۶۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۴۷۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۴۸۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۴۹۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۵۰۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۵۱۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۵۲۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۵۳۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۵۴۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۵۵۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۵۶۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۵۷۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۵۸۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۵۹۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۶۰۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۶۱۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۶۲۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۶۳۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۶۴۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۶۵۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۶۶۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۶۷۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۶۸۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۶۹۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۷۰۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۷۱۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۷۲۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۷۳۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۷۴۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۷۵۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۷۶۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۷۷۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۷۸۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۷۹۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۸۰۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۸۱۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۸۲۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۸۳۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۸۴۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۸۵۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۸۶۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۸۷۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۸۸۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۸۹۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۹۰۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۹۱۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۹۲۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۹۳۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۹۴۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۹۵۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۹۶۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۹۷۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۹۸۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۹۹۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔ ۱۰۰۔ اخبار بدیر مجریہ ہر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کام لائی گئی ہے۔

فہرست اول تحریک و ترقی اور ہدایت

نمبر شمار	حوالہ وقف نو	نام	والد نام	پتہ
۱	۱۷۴۱	سنان احمد	محمد ارشد احمد جاوید	قادیان
۲	۲۰۶۸	محمد ناصر	محمد اظہر خاں	برہہ پورہ
۳	۲۹۵۸	محمد فاتح	محمد المؤمن راشد	قادیان
۴	۲۸۲۸	سراج احمد	سید نور شید احمد	خانپور منکی
۵	۵۹۷۸	ناصر احمد	منظور احمد	قادیان
۶	۶۳۹۸	محمد الرحمن خانی	محمود الرحمن خانی	قادیان
۷	۸۱۲۸	حسین الرحمن	ابا احم حبیب الرحمن	پینگاڈی
۸	۸۹۳۸	مبشر احمد خاں	محمد یاسین میاں	محلہ شکار پور
۹	۸۷۳۸	محمد سرگشتی	مصطفیٰ علی بی صاحب	کنہ لوری کیرلہ
۱۰	۹۹۴۸	لقمان احمد صادق	ابجی سلطان صادق	کاوا شیری
۱۱	۱۰۵۵۸	ریاض الرحمن	اشفاق احمد	حیدر آباد
۱۲	۱۰۹۴۸	محمد الدین	مبشر احمد کوپاسی جی	کلپنی
۱۳	۱۱۱۰۸	محمد شفیق	محمد اشرف	مدراں
۱۴	۱۱۲۵۸	دانش احمد	سعود احمد خاں	کانپور
۱۵	۱۱۳۰۸	سمیر احمد	عبدالمجید شاہد	مرنگی نگر
۱۶	۱۱۴۲۸	ظاہر احمد	محمد یونس	امردہ
۱۷	۱۱۷۲۸	رحیم احمد انور	حمید احمد ناصر	قادیان
۱۸	۱۲۱۷۸	ممتاز اکرم	محمد اسماعیل بی	پینگاڈی
۱۹	۱۲۲۲۸	شفیق احمد	ایم کے عبدالمجید	کیرلہ
۲۰	۱۲۷۷۸	نیر احمد	عبدالعزیز اصغر	قادیان
۲۱	۱۳۳۳۸	قدسیہ فیصلت	قریشی محمد فضل احمد	قادیان
۲۲	۱۳۳۴۸	محبوب احمد	مبارک احمد رحیمہ	قادیان
۲۳	۱۳۷۲۸	نعیم الدین احمد	جلال الدین	محلہ نوہی پور
۲۴	۱۵۰۳۸	محمد بدر احمد	محمد احسن	قادیان
۲۵	۱۵۱۷۸	عزیز احمد	عبد الرشید خاں	سمندر
۲۶	۱۵۲۱۸	عزیز احمد علی	بشارت احمد بشار	عثمان آباد
۲۷	۱۵۲۲۸	سراج احمد	ایم اشرف علی	کیرلہ
۲۸	۱۵۲۳۸	محمد احمد	اسے نبیر احمد	"
۲۹	۱۵۲۵۸	محمد احمد	رشید احمد	"
۳۰	۱۵۲۶۸	شفیق احمد	" P S ADUTHY "	PARUDUR
۳۱	۱۵۲۹۸	عزیز و شمس اسلام	محمد عبد اللہ چند امام	حیدر آباد
۳۲	۱۵۳۰۸	ظاہر احمد	مبارک الدین وی	کیرلہ
۳۳	۱۵۳۱۸	عزیز محمد نعمت اللہ	ایم محمد	شیملہ
۳۴	۱۰۸۰۸	وحید احمد	خلیل احمد	کوٹنی کلاہن
۳۵	۱۵۳۲۸	نثار احمد	ایم ایم کے بکر	کیرلہ
۳۶	۱۵۰۲۸	سید احمد نام بھی	ناصر احمد سلیم بھی	برہہ پور
۳۷	۱۵۲۳۸	شفیق احمد	جور احمد JASE	NEDUNKULMIL
۳۸	۱۵۵۴۸	ایم البرہم احمد اعجاز	ایم حمید احمد	مدراں
۳۹	۱۵۹۵۸	حبیب احمد	AMMER KUTTY	کوٹنی کلاہن
۴۰	۱۷۹۹۸	نبیم احمد	مکرم محمد امان انور صاحب	مدراں
۴۱	۱۸۱۱۸	ندیر احمد	ظفر احمدی سمندر	یادگیر
۴۲	۲۰۱۲۸	سید فی الدین فرید	سید نیر الدین	قادیان

نمبر شمار	حوالہ وقف نو	نام	والد نام	پتہ
۴۳	۲۰۵۶۸	یزید مریم	مکرم نور الدین محمد صاحب	یادگیر
۴۴	۲۱۱۵۸	دواد احمد نورانی	رضی احمد خاں	کیرلہ
۴۵	۲۱۸۷۸	عقیقہ کریم	عبد الکریم کے	کوچین
۴۶	۲۲۸۶۸	ایمن الدین احمد خان شجاعت	حمید الدین احمد خاں	حیدر آباد
۴۷	۲۵۰۶۸	ایملہ زینب	ریاض احمد استاد	یادگیر
۴۸	۲۵۱۲۸	عبد الناصر	عبد العزیز	کیرلہ
۴۹	۲۵۲۲۸	صام احمد شفیق	شفیق احمد	پینگاڈی
۵۰	۲۵۵۰۸	عزیز احمد	محمد احمد صدیقی	وقف حیدر آباد
۵۱	۲۵۶۹۸	شفیق احمد شمس	محمد شمس الدین	کیرلہ
۵۲	۲۵۷۷۸	سعود احمد	مستقیم احمد	قادیان
۵۳	۲۵۸۳۸	مبشر احمد	شیر احمد مجرانی	قادیان
۵۴	۲۵۹۵۸	ظاہر احمد فضل	محمد خاں	قادیان
۵۵	۲۵۹۹۸	امتہ البرقی	میر احمد انور	قادیان
۵۶	۲۶۰۰۸	ناریہ انجم	شاہ ناصر احمد	بہار
۵۷	۲۶۰۳۸	عطارد الباری	سید عبد الفتاح	برہہ پورہ
۵۸	۲۶۰۵۸	برکت علی	محمد خیر الدین	گٹلا بنگال
۵۹	۲۶۰۶۸	رحیمہ نینا	سی شوکت علی	پینگاڈی
۶۰	۲۶۰۷۸	فیض احمد بیٹ	رفیق احمد بیٹ	رشی نگر کشمیر
۶۱	۲۶۰۸۸	زبیر احمد	ایم میر احمد	کیرلہ
۶۲	۲۶۰۹۸	اظہر احمد تنویر	منور احمد تنویر	کلاہن لولا کو
۶۳	۲۶۱۰۸	سلطانہ سرگس	فاروق سلطان دیوان	کوچین
۶۴	۲۶۱۱۸	نصرتہ انبادی	سید شاہد احمد	کیرلہ
۶۵	۲۶۱۲۸	محمد فاروق شاہ	مولوی ابرہیم شاہ	کاگرن کشمیر
۶۶	۲۶۱۳۸	نور احمد	منظور احمد بھی	چار کوٹ
۶۷	۲۷۱۷۸	زینب رضوان	محمد سلیم	کیرلہ
۶۸	۲۸۱۲۸	محمد زکریا امیر	ادریس احمد ناصر	یادگیر
۶۹	۲۸۵۳۸	رضوان احمد	غلام احمد عبد بھی	تیمپلہ
۷۰	۲۸۵۴۸	ظہر الدین	غلام احمد قادر	قادیان
۷۱	۲۸۵۵۸	سید رحیمہ الرحمن	سید محمد عزیز الرحمن	سنگھڑہ
۷۲	۲۸۷۷۸	نعیم الحق	قریشی انعام الحق	قادیان
۷۳	۲۸۸۳۸	الیس منیر احمد	محمد سلیم	مدراں
۷۴	۲۸۸۵۸	نصیر یوسف	محمد یوسف	موریانہ
۷۵	۲۸۸۷۸	عزیز احمد	ابراہیم احمد	راختہ
۷۶	۲۸۹۱۸	اسمعیل خاں	اسلام احمد خاں	بالا سور
۷۷	۲۹۲۷۸	سید ذیشان احمد	سید الیاس احمد	شیملہ
۷۸	۳۶۱۱۸	زابد نعیم میدی	محمد سلیم زابد	یادگیر
۷۹	۳۶۲۶۸	عزیز الرحمن	وسیم احمد شریف	ساگر
۸۰	۳۷۵۸	عطارد الحفیظ عمران	ڈاکٹر دلاور خاں	قادیان
۸۱	۱۹۵۸	فرحان احمد	برہان احمد ظفر	قادیان
۸۲	۲۱۸۸	لیون احمد نانک	شفیق احمد نانک	کورل کشمیر
۸۳	۳۰۹۸	محمد نصر عوری	محمد انعام عوری	قادیان
۸۴	۳۰۳۸	وسیم احمد	بجے ایچ ناصر	کوچین
۸۵	۳۰۳۸	نبیل احمد	شکیل احمد ظاہر	قادیان
۸۶	۳۳۱۸	ظاہر احمد سمیر	حیدر احمد ظاہر	قادیان
۸۷	۳۵۸۸	خواجہ ابن المہدی	خواجہ بشیر احمد	قادیان
۸۸	۳۶۱۸	سلوی احمد	لی ایم محمد	ایچی
۸۹	۳۸۸۸	شاہد احمد نانک	ملک میر احمد نانک	قادیان
۹۰	۴۲۵۸	سارہ	عبد العزیز اختر	قادیان

وقف جدید کا ۳۳ واں سال

قریب الاختتام ہے

وعدہ جات چند وقف جدید کا ۳۳ واں سال ۳۱ دسمبر ۱۹۹۰ء کو ختم ہو رہا ہے اور نیا سال شروع ہونے میں اب بہت مختصر عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ تمام مجاہدین وقف جدید سے درخواست ہے کہ براہ مہربانی جائزہ لیں کہ آیا ان کے وعدوں کی مکمل ادائیگی ہو چکی ہے۔ اگر نہیں تو جلد از جلد ادائیگی کر کے ایفاء عہد کی ضرورت شان کا مظاہرہ کریں تا سیدنا حضور النور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بغرض حصول دعا بھجوائی جائے دانی سو فی صد ادائیگی کنندگان کی فہرست میں آپ کا نام بھی شامل ہو سکے۔ ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک کے لئے وقف جدید کی بابرکت تحریک کئی اہم اور ضروری ہے۔ اس کا اندازہ حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے کیا جاسکتا ہے۔

”میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح نصرت جہاں سکیم نے افریقہ میں کام کیا ہے اسی طرح نصرت جہاں نو تحریک ہندوستان کے لئے ہونی چاہیے۔ وہاں بھی ان ہی خطوط پر کام کو آگے بڑھانا چاہیے۔ کیونکہ وہاں اکثر کے فضل سے پھل کی غیر معمولی توقع ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ بہت جلد اگر جس رفتار سے ہم آگے چلے پھرے ہیں باہر سی منزل تو یہ ہے کہ تقسیم ہند (PARTITION) کے وقت ہندوستان میں جماعت احمدیہ کا جو مقام و مرتبہ تھا یہ اس کو حاصل کریں گے اور اس کے بعد اطلاق قدم یہ ہو گا کہ اس کو بنیاد بنا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان مبشر الہامات کی تعبیر کی طرف آگے بڑھیں گے جو ہندوستان میں اسلام اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی ترقی سے وابستہ ہے۔ اس لحاظ سے وقف جدید کی تحریک کو آپ بالکل کوئی معمولی کام تو نہ سمجھیں۔ اس کا ہندوستان کے روحانی مستقبل کے ساتھ ایک گہرا واسطہ ہے۔ اور ساری دنیا کی جماعتوں کو اس میں حصہ لینا چاہیے۔“

(بلازمہ فروری ۱۹۸۸ء)

جلیلہ عہدیداران جماعت اور مخلصین کرام سے گزارش ہے کہ ہر ماہ ہر ماہ بھی اس جانب خصوصی توجہ دے کر معمولی فرائض نہ ان کی جماعت کا کوئی ایک فرد بھی چندہ جات وقف جدید کا بقایا دار نہ رہے۔

فراہم اللہ تعالیٰ احسن الجراہ۔

ناظم وقف جدید انجمن احمدیہ بھارت

درخواست دعا

خاکہ اس کے محتوی عزیز مبارک احمد صاحب جادہ مقیم لندن ان دنوں کا رو باری لڑنے سے بعض مشکلات میں ہیں اور کچھ مقررہ بھی ہیں اور موصوف نے تمام احباب جماعت بھارت کو خطوط سلام سفون عرض کرتے ہوئے درد مندانہ دعا کی درخواست کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مسفی اپنے فضل سے میرے کاندہ بار میں برکت عطا کرے۔ میرے دو مکانات ہیں خدا کرے کہ ایک مکان اچھی قیمت پر فروخت ہو جائے تاکہ قرض کی بر دقت ادائیگی کر سکوں۔

امیر احمد درویش تازیان

مکرم مظفر احمد اقبال صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ایس کے گیت صاحب گھڑی ساز بدالہ میں بھارتی نالہ بیمار ہیں۔ زیر علاج ہیں قدرے افاقہ ہے دایاں ہاتھ اور پاؤں متاثر ہے صحت کا نام کے لئے درخواست دعا ہے۔

نمبر شمار	حوالہ وقف نو	نام	والد کا نام	پتہ
۹۱	۵	امتہ النیر شانی	مکرم سید محمد عظیم الدین صاحب	حیدر آباد
۹۲	۶	انور احمد	چوہدری منظور احمد خاں	قادیان
۹۳	۷	نور احمد	سلطان احمد ظفر	مکھتہ
۹۴	۸	فرحت اختر ناز	رحیم احمد امین	قادیان
۹۵	۹	ورد اعفت	منظور احمد	حیدر آباد
۹۶	۱۰	طوبی احمد	رفیق احمد خاں	مسکرا
۹۷	۱۱	نذیم احمد	شیر محمد خاں	ننگر گھنٹو
۹۸	۱۲	ناصر الدین	زین الدین حامد	قادیان
۹۹	۱۳	محمد ناصر الحق	محمد نعیم الحق	پنکال
۱۰۰	۱۴	جراغ بی بی	ایم جمال الدین	پینکٹاوی
۱۰۱	۱۵	عالم شہ	ایم بی ابرہیم	سکلا سبور
۱۰۲	۱۶	خانم شہ شمیم	کے شمیم احمد	مدراس
۱۰۳	۱۷	شاہدہ نسیم	قریشی محمد عبداللہ	یادگیر
۱۰۴	۱۸	فرح نیاز	انور احمد	دیو درگ
۱۰۵	۱۹	مینہ بیگم	ایس بشیر احمد	ایسی
۱۰۶	۲۰	اطہر احمد	سید نور احمد شمیم	قادیان
۱۰۷	۲۱	ملیحہ احمد	ممتاز احمد	قادیان
۱۰۸	۲۲	امتہ المومن	عبدالمنان عاجز	چار کوٹ
۱۰۹	۲۳	طاہر احمد	ایم ناصر	ایسی
۱۱۰	۲۴	مصاحب احمد	رفیق احمد بہاری	قادیان
۱۱۱	۲۵	اطہر احمد نسیم	حافظ مظہر احمد	قادیان
۱۱۲	۲۶	مباہلی احمد	KUTTY KUTTY	کرناٹیل
۱۱۳	۲۷	فریدہ مبارک	شمس الدین مبارک	قادیان
۱۱۴	۲۸	ساجدہ جمال	سی جی جمال الدین صاحب	کلپنی
۱۱۵	۲۹	عدنان احمد	نہیر احمد عارف	قادیان
۱۱۶	۳۰	طاہرہ طاہر	طاہر احمد عارف	قادیان
۱۱۷	۳۱	در شہوار	شفیق احمد	کوڈیا منظور
۱۱۸	۳۲	سید ناصر الدین	سید پرویز افضل	جھینڈ پور
۱۱۹	۳۳	عطیہ الحق	عبد الواسع	قادیان
۱۲۰	۳۴	سلمہ شرج	سید نور احمد	قادیان
۱۲۱	۳۵	ندیمہ محمود	محمود احمد خادم	قادیان
۱۲۲	۳۶	آصف احمد جمیل	منظور احمد جمیل	قادیان
۱۲۳	۳۷	محمد احسن قیمر	محمد ایوب ساجد	قادیان
۱۲۴	۳۸	رضوان احمد ظفر	ریحان احمد ظفر	قادیان
۱۲۵	۳۹	فرید احمد	نہیر احمد انور	غازی آباد
۱۲۶	۴۰	بشری	بیار محمد	قادیان
۱۲۷	۴۱	برہ پورہ آفتاب	سید آفتاب احمد	خانیور ملکی
۱۲۸	۴۲	عبدالمقتر	سی ایچ عبدالرحمن	کیرنہ
۱۲۹	۴۳	اعزاز احمد	ادریس احمد اسلم	قادیان
۱۳۰	۴۴	بارعہ نعمان	محمد نعمان دہلوی	قادیان
۱۳۱	۴۵	مبارکہ رحمت	شیخ رحمت اللہ	ارلیہ
۱۳۲	۴۶	سید عبدالواسع	سید عبدالرفیع	برہ پورہ

کیل التبشیر تحریک جدید قادیان

پیش کرے ہیں۔
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیت، ہوائی چلی نیز روپلا سٹک ادکیوس کے جوتے!

سفر لندن کی ایک یادگار تصویر

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ

نمائندگان بھارت

وائیں سے بائیں :-

مینبر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ -

نہد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ

منظور احمد صاحب کجرتی وکیل اعلیٰ تحریک جدید

مینبر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ



جماعت احمدیہ کی طرف سے

قرآن کریم کے رشید ترجمہ کا تحفہ

روس کے صدر مسٹر گورباچوف کو پیش کرنے

کے لئے مکرم نسیم مہدی صاحب امیر و

مشرقی انچارج کینیڈا نے جماعتی وفد کے

ہمراہ اوٹاوا میں مقیم روسی سفیر

مسٹر ایکسی اے روڈینو

(ALEXY A. RODIONOV)

کو پیش کیا ہے



ڈاکٹر حمید الرحمن صاحب

پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ

ہارٹس پول برطانیہ (U. K.)

چند انگریزوں کے ہمراہ

"سفید پرندوں" کے ہمراہ

The Weekly Badr QADIAN 14351620th & 27th DEC. 1990.

JALSA SALANA NUMBER

PRICE Rs. 3 - 00

BANI[®]**موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات**

ESTABLISHED 1956

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

AUTOMOTIVE PARTS MANUFACTURERS

HEAD OFFICE : **BANI HOUSE** 56 TOPSIA ROAD (SOUTH)
CALCUTTA 700 046 PHONE : 43-5206 43-5137

CITY SHOWROOM 5 SOOTERKIN STREET CALCUTTA 700072 PHONE : 27-2115 CABLE : AUTOMOTIVE

دعاؤں کے محتاج : ظفر احمد بانی، منظر احمد بانی، ناصر احمد بانی و محسن احمد بانی
پسران میاں مجید یوسف صاحب بالائی سرخوم و منفور